Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 65

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADAR Qadian

شمارہ 3

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

10-ربیع الثانی 1437 ہجری قمری　21؍صلح 1395 ہجری شمسی　21؍جنوری 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔ حضور انور نے مورخہ 15؍جنوری 2016 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔
احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اس (حق الیقین) درجہ کو پانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ انہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ ظنّ کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو ملتا ہے۔ اور ہزار ہا برکات اُن کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ ان کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ دور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ اور اُن کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

وحی کے اقسامِ ثلاثہ میں سے اکمل اور اتم وہ وحی ہے جو علم کی تیسری قسم میں داخل ہے جس کا پانے والا انوار سُبحانی میں سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم ہے۔ اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ پہلی قسم وحی یا خواب کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات میں ایک دھواں دیکھتا ہے اور اُس سے ظنّی طور پر استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہوگی اور وہ استدلال ہرگز یقینی نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دُھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دُھوئیں سے مشابہ ہو۔ یا دُھواں تو ہو مگر وہ ایک ایسی زمین سے نکلتا ہو جس میں کوئی مادہ آتشی موجود ہو۔ پس یہ علم ایک عقلمند کو اُس کے ظنوں سے رہائی نہیں بخش سکتا اور اُس کو کوئی ترقی نہیں دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس اس علم کی حد تک اُن لوگوں کی خوابیں اور الہام ہیں جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے اُن کو آتی ہیں کوئی عملی حالت اُن میں موجود نہیں یہ تو علم الیقین کی مثال ہے۔ اور جس شخص کی خواب اور الہام کا سرچشمہ یہی درجہ ہے اُس کے دل پر اکثر شیطان کا تسلّط رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرنے کے لئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ جموں کا رہنے والا بدقسمت چراغدین جو پہلے میری جماعت میں داخل تھا اسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اُس کو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور مرسلین میں سے ہے اور حضرت عیسیٰ نے اُس کو ایک عصا دیا ہے کہ تا دجّال کو اُس سے قتل کرے اور مجھے اُس نے دجّال ٹھہرایا۔ آخر اس پیشگوئی کے مطابق جو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں درج ہے مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے جواناں مرگ مرا۔ اور موت کے دنوں کے قریب اُس نے یہ مضمون بھی مباہلہ کے طور پر میرا نام لے کر شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کر دے۔ سو وہ خود ۴؍اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ فاتقوا اللہ یا معشر الملہمین۔

دوسری حالت وہ ہے کہ جیسے انسان اندھیری رات کے وقت اور سخت سردی کے وقت ایک روشنی کو دور سے مشاہدہ کرتا ہے اور وہ روشنی اُس کو اگرچہ راہِ راست کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے مگر سردی کو دور نہیں کر سکتی۔ اِس درجہ کا نام عین الیقین ہے اور اس درجہ کا عارف خدا تعالیٰ سے تعلق تو رکھتا ہے مگر وہ تعلق کامل نہیں ہوتا۔ اِس مذکورہ بالا درجہ پر شیطانی الہامات بکثرت ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ایسے شخص کو جس قدر شیطان سے تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اُس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اُس کو محسوس ہو جاتا ہے کہ درحقیقت آگ یہ ہے اور اُس سے اپنی سردی کو دور کرتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جس کے ساتھ ظنّ جمع نہیں ہو سکتا اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلّی دور کرتا ہے۔ اِس حالت کا نام حق الیقین ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلّیاتِ الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں اُن کی درست ہو جاتی ہیں اِس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمل ہوتی ہے اور اس درجہ کو پانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ انہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ ظنّ کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو ملتا ہے۔ اور ہزار ہا برکات اُن کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ ان کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ دور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ اور اُن کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اسی لئے جس طرح خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی اُن کے لئے بھی یہی چاہتا ہے کہ اُس کے بندے اُن کو شناخت کر لیں۔ پس اِسی غرض سے وہ بڑے بڑے نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے ہر ایک جو اُن کا مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔ ہر ایک جو اُن سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے اور خدا اُن کی ہر بات میں اور حرکات میں اور اُن کے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے اور اُن کے دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو اُن کی خدمت میں لگا دیتا ہے اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے ایسا ہی اُن تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں پر نظر ڈال کر جو اُن کے لئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبول الٰہی ہیں پس وہ اُن تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کثرت اور صفائی سے ہوتے ہیں کہ اُن میں کوئی دوسرا شریک اُن کا ہو ہی نہیں سکتا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 50 تا 52)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

ہمارا مقصد تو تب پورا ہوگا جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو اور ہم اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ ہم اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے اونچے معیار حاصل کرنے والے ہوں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20؍نومبر 2015ء بطرز سوال و جواب
بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جاپان میں جماعت احمدیہ کے آنے کا مقصد کس طرح پورا ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: صرف مسجد بنا لینا کوئی ایسی بات نہیں کہ ہم کہہ سکیں کہ جاپان میں آنے کا ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ بعض یہ بات بھی بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ یہ مسجد جو ہم نے بنائی یہ گنجائش کے اعتبار سے جاپان کی سب سے بڑی مسجد ہے لیکن یہ بات بھی کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے کہ ہم سمجھیں کہ ہم نے اپنی انتہاؤں کو حاصل کر لیا ہے۔ ہمارا مقصد تو تب پورا ہوگا جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو اور ہم اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ ہم اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے اونچے معیار حاصل کرنے والے ہوں۔ ہم اسلام کے خوبصورت پیغام کو، اس کی خوبصورت تعلیم کو اس قوم کے ہر فرد تک پہنچانے والے ہوں۔

سوال جاپان میں تبلیغ اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کن خواہشات کا اظہار فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب جاپان کو مذہبی آزادی ملی اور جاپانیوں کا بھی مذہب کی طرف رجحان پیدا ہوا تو اسلام کی طرف بھی توجہ پیدا ہوئی۔ جب یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم میں لائی گئی تو آپ نے جاپانیوں تک حقیقی اسلام پہنچانے کی خواہش کا بڑی شدت سے اظہار کیا۔ آج سے ایک سو سال پہلے یہ واضح فرمایا کہ اگر اسلام کی طرف جاپانیوں کا رجحان پیدا ہوا ہے تو پھر حقیقی اسلام کا پیغام بھی انہیں پہنچانا چاہئے ورنہ جاپانیوں کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ مردہ مذہب کی طرف جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جن کے اندر یعنی دوسرے مسلمانوں کے اندر خود اسلام کی روح نہیں ہے وہ دوسروں کو کیا فائدہ پہنچائیں گے۔ فرمایا کہ دوسرے مسلمان تو وحی کا دروازہ بند کر کے اپنے مذہب کو مردے کی طرح بنا چکے ہیں۔ آپ نے بڑے درد سے فرمایا کہ دوسرے مسلمان یہ بات کہہ کے کہ وحی کا دروازہ بند ہو گیا صرف اپنے پر ہی ظلم نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی اپنے عقائد اور خراب اعمال دکھا کر اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ان کے پاس کونسا ہتھیار ہے جس سے غیر مذہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے اپنے ماننے والوں کو کہا کہ چاہئے کہ اس جماعت میں چند آدمی اس کام کے لئے تیار کئے جائیں جو لیاقت اور جرأت والے ہوں۔ پھر آپ نے جاپانیوں میں تبلیغ کے لئے کتاب لکھنے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔

سوال جاپان میں آکر بسنے والے احمدیوں کو حضور انور نے کیا نصائح بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ آپ لوگوں کو اس ملک میں آنے کا موقع میسر آیا......

آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے باپ دادا نے احمدیت قبول کی اور یقینا ان میں سے ایسے بھی ہوں گے جن کی خواہش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سن کر یہ ہو کہ کاش ہمیں موقع ملے تو ہم بھی جاپان میں بھی اور دنیا میں بھی پھیل کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پیغام پہنچائیں لیکن ان کی حسرت ان کے دلوں میں رہی۔ لیکن آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ جاپان میں بھی آئے اور دنیا میں بھی نکلے تاکہ اس پیغام کو پہنچا سکیں۔ کیا صرف معاشی آسودگی حاصل کرنے کیلئے آپ جاپان میں آئے تھے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اس بات پر دکھ کا اظہار فرما رہے ہیں کہ دوسرے مسلمانوں نے جاپان میں اسلام کو کیا پھیلانا ہے کہ یہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کے کلام و وحی کا دروازہ بند کر کے اسلام کو مردہ مذہب بنا چکے ہیں اور جاپانیوں کو یا دنیا میں کسی بھی ملک کے رہنے والوں کو مردہ مذہب کی کیا ضرورت ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں یہ تو تم لوگ ہو جو اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت دے سکتے ہو اور اسکی خوبیاں دنیا کو بتا سکتے ہو۔

سوال دنیا پر اسلام کی برتری کس طرح ثابت کی جاسکتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر اسلام کی برتری دنیا پر ثابت کرنی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کر کے ثابت کی جاسکتی ہے۔ دنیا کو یہ بتا کر برتری ثابت کی جاسکتی ہے کہ اسلام کا خدا اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار۔ پس یہ برتری ثابت کرنے کے لئے یہاں آکر آپ کی معاشی آسودگی ہی کافی نہیں اور یقیناً نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔ اسلام کو پھیلنے کے لئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کو پھیلنے کے لئے ان لوگوں کی ضرورت ہے جن کا خدا تعالیٰ پر کامل اور مکمل یقین اور ایمان ہو۔ اسلام کو پھیلنے کے لئے ان لوگوں کی ضرورت ہے جن کی عبادت کے معیار بلند ہوں۔ اسلام کو پھیلنے کے لئے ان لوگوں کی ضرورت ہے جو قتل و غارت گری کرنے کے بجائے اپنے نفسوں کے خلاف جہاد کر کے اپنی عملی حالتوں کو درست کرنے والے ہوں۔

سوال حضور انور نے مسجد کا حق ادا کرنے کیلئے کن باتوں کی طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس یہ مسجد جو بنائی ہے تو اس کا حق ادا کریں۔ اس حق کو ادا کرنے کے لئے اسے پانچ وقت آباد کریں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی عبادتوں کے معیار بڑھائیں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی عملی حالتوں کے جائزے لیں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے تبلیغ کے میدان میں وسعت پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ جہاں اسلام کا تعارف کروانا ہو وہاں مسجد بنا دو تو تبلیغ کے راستے اور تعارف کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔ پس یہ مسجد آپ پر ذمہ داری ڈال رہی ہے کہ جہاں عبادتوں کے معیاروں کو اونچا کریں وہاں تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

سوال حضور انور نے اس زمانے میں خدا کے فرستادے کو ماننے والوں کو کن باتوں کا خیال رکھنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر ہم اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے فرستادے کے ماننے والے ہیں تو ہمیں ان باتوں کا خیال رکھنا ہوگا کہ ہم پر جو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہوا ہے جبکہ دوسرے مسلمان بکھرے پڑے ہیں ان کے پاس کوئی آواز نہیں ہے جو انہیں ایک ہاتھ کی طرف بلائے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اور پھر آپکے بعد آپ کے جاری نظام خلافت کے ذریعہ وہ تمکنت عطا فرمائی ہے کہ ہم ایک آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے والے ہیں۔ تمکنت صرف حکومت کا ملنا ہی نہیں ہے بلکہ ایک رعب کا ظاہر ہونا بھی ہے اور سکونِ دل کا پیدا ہونا بھی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی آئے گا جب حکومتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آکر صحیح اسلام کو سمجھیں گی۔ لیکن اِس وقت بھی دنیا اب ہماری طرف دیکھنے لگ گئی ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم بتاؤ۔ پس یہ بھی ایک تمکنت اور رُعب ہے جو اب دنیا پر اللہ تعالیٰ ڈال رہا ہے۔ لیکن اس سے فائدہ اٹھانے والے وہی ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی بات کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس فضل کے وارث بننے کیلئے نیکیوں پر قائم ہو جاؤ اور اس کو پھیلاؤ اور برائیوں سے بچو اور دوسروں کو بچاؤ۔ پس جب تک اس پر قائم رہو گے، اس بنیادی اصول کو پکڑے رہو گے، ترقیاں کرتے چلے جاؤ گے۔

سوال حقیقی مومن بننے کیلئے حضور انور نے کن باتوں کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر حقیقی مومن بننا ہے تو فساد کے بہانے اور راستے تلاش کرنے والا بننے کی بجائے قربانی کر کے امن اور سلامتی قائم کرنے والا بنیں۔ جب اس مسجد کی طرف منسوب ہو رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ ایک اینٹ، سیمنٹ، پتھر کی عمارت کی طرف منسوب نہیں ہو رہے بلکہ اس شخص کی طرف منسوب ہو رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اس لئے بھیجا ہے کہ بندے کو خدا سے جوڑے اور تمام ذاتی رنجشوں اور خواہشوں اور اَناؤں کو ختم کرتے ہوئے اس نظام میں پروئے جو قربانی چاہتا ہے۔ صرف مال کی قربانی نہیں بلکہ اپنی اَنا کی قربانی بھی۔ صرف امر بالمعروف دوسروں کے لئے نہیں چاہتا بلکہ پہلے اپنے نفس کو متوجہ کرتا ہے کہ کیا تم جو کہہ رہے ہو وہ کرتے بھی ہو۔ نہی عن المنکر کیلئے دوسروں کو کہنے سے پہلے اپنے نفس کے جائزے لینے کیلئے کہتا ہے۔

سوال ایک انسان کے حقیقی مومن بننے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے ایک انسان کے حقیقی مومن بننے کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ توبہ کرے یعنی اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے مکمل طور پر ان سے بچنے کا عہد کرے۔ گناہ صرف بڑے بڑے گناہ نہیں ہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں جو نظام میں خرابی پیدا کرتی ہیں وہ بھی گناہ بن جاتے ہیں اور جب اس عہد پر قائم ہو جائیں تو پھر خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی عبادت کرنا ایک مومن کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر اپنے آپ کو چلانا ایک مومن کا فرض ہے۔...... پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمد کرنے والے بنو۔ خدا تعالیٰ کی حمد کا حق اس کی عبادت سے ادا ہوتا ہے...... پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن اپنے سفروں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ پس اس لحاظ سے آپ کا اس ملک میں آنا تبلیغ کے میدان میں ترقی کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا ہونا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ مومن رکوع کرنے والے ہیں۔ ایک تو نمازوں کے رکوع ہیں لیکن اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اپنے وقت کو، اپنی جان کو، اپنے مال کو دین کی راہ میں قربان کرنے والے ہیں۔ پس اپنے عہدوں کا خیال رکھیں۔ صرف جان، مال، وقت اور عزّت کو قربان کرنے کا عہد رسماً نہ دہرائیں بلکہ اس کی عملی تصویر بنیں۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت کے متعلق کیا ہدایت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے اس زمانے کی ایجادات کو بھی ہمارے تابع کر دیا ہے۔ جماعت ہر سال ایم ٹی اے پر لاکھوں ڈالر خرچ کرتی ہے۔ یہ تبلیغ اور تربیت کا بہترین ذریعہ ہے اور سب سے بڑھ کر خلیفۂ وقت سے رابطے کا ذریعہ ہے۔ ایک ماں نے گزشتہ دنوں یہاں ملاقات میں ذکر کیا کہ بچوں کی تربیت کا انتظام نہیں ہے۔ انتظام ہونا چاہئے۔ تو بجائے اس کے کہ مبلغ کو یا انتظامیہ کو مورد الزام ٹھہرائیں۔ یہ سوچیں کہ ہفتہ میں چھ دن تو بچے یا ماں باپ کے پاس ہوتے ہیں یا سکول میں ہوتے ہیں۔ جب وہ گھر میں ہوں تو ان کو کم از کم خلیفۂ وقت کے پروگراموں کو سننے کی طرف توجہ دلائیں۔ اس سے ایک تعلق اور محبت قائم ہوگا۔ اس سے تربیت ہوگی۔ انہیں جماعت کی وحدت کا پتا چلے گا۔ پس ماں باپ نے اگر اپنی اگلی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو خود بھی خلیفۂ وقت کے پروگراموں کے ساتھ اپنے آپ کو جوڑیں اور اپنے بچوں کو بھی جوڑیں۔

سوال جاپانی احمدیوں کو حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جاپانی احمدیوں سے بھی مَیں کہوں گا کہ دین سیکھیں اور اپنے ایمان و ایقان میں ترقی کریں۔ یہ نہ دیکھیں کہ فلاں پیدائشی احمدی یا پرانا احمدی کیسا ہے۔ اگر وہ دین کے معاملے میں کمزور ہے تو آپ اس کے لئے ہدایت کا باعث بن جائیں۔ پہلے بھی کئی دفعہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ جو نیک عمل کرے گا، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرے گا، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پھر اس کے ساتھ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی اس اصل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزارے اور یہ مسجد ہر احمدی کے ایمان میں بھی اور اس کی عملی حالت میں بھی ایک انقلابی تبدیلی پیدا کرنے والی ہو۔ صرف عارضی شوق اور جذبے سے مسجد بنانے والے نہ ہوں بلکہ حقیقت میں اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

سوال حضور انور نے اس مسجد کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مسجد کی زمین کا کُل رقبہ 1000 مربع میٹر ہے۔ دو منزلہ عمارت ہے۔ یہ علاقے کی مین سڑک کے بالکل اوپر ہے۔ ہائی وے کے ایگزٹ کے بہت قریب ہے بلکہ اسے دو ہائی ویز لگتی ہیں۔ قریب ہی ریلوے سٹیشن موجود ہے۔ اس ریلوے سٹیشن سے Nagoya کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ تک سیدھی ٹرین جاتی ہے۔ مسجد کا نام بیت الاحد میں نے رکھا تھا۔ یہاں تبرک کے لئے مسجد مبارک قادیان اور دارالمسیح کی اینٹیں بھی نصب ہیں۔ عمارت کی پہلی منزل پر مسجد کا مین ہال ہے۔ یہ ہال جس میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پانچ سو سے زائد نمازیوں کی گنجائش موجود ہے اور اوپر کی منزل میں لجنہ ہال ہے اور صحن ہے۔ وہاں چھوٹی سی سائبان لگا کر کچھ فنکشن بھی کئے جاسکتے ہیں اور اس کو شامل کر لیا جائے تو سات آٹھ سو نمازی ایک وقت میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ دوسری منزل پر دفتر بھی ہے۔ چھوٹی سی لائبریری ہے۔ لجنہ ہال ہے۔ مربی ہاؤس ہے۔ گیسٹ رومز ہیں۔ یہ مسجد نہ صرف جاپان بلکہ جو شمال مشرقی ایشیائی ممالک چین، کوریا، ہانگ کانگ، تائیوان وغیرہ ہیں، ان میں جماعت کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو باقی جگہوں میں بھی راستے کھولنے کا ذریعہ بنائے اور وہاں بھی جماعتیں ترقی کریں اور مسجدیں بنانے والی ہوں۔ جون 2013ء میں یہ عمارت خریدی گئی تھی۔ اور اس کی خرید اور تعمیر وغیرہ پر کُل تقریباً تیرہ کروڑ اٹھتّر لاکھ یَین کی رقم خرچ ہوئی ہے۔

......☆☆......

خطبہ جمعہ

مخالفین احمدیت یا نام نہاد علماء حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر سب سے بڑا الزام جو مسلمانوں کے جذبات بھڑکانے اور انہیں انگیخت کرنے کے لئے لگاتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں اور یہ کہ نعوذ باللہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض ایسے الفاظ کہے ہیں جن سے آپؐ کی ہتک ہوتی ہے

سعید فطرت لوگوں نے جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں، جماعت کا لٹریچر پڑھایا آپ کے ارشادات سنے انہیں فوری طور پر یہ بات سمجھ آگئی کہ ان نام نہاد اور فتنہ گر علماء نے صرف فتنہ پیدا کرنے کے لئے یہ الزامات لگائے ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تصنیف سے لے کر آخری تصنیف تک متعدد کتب میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ وارفع شان اور بلند مقام سے متعلق غیر معمولی جذب وتاثیر رکھنے والی پُر معارف تحریرات کا انتخاب

اللہ تعالیٰ ان مفاد پرستوں کے چنگل سے اُمّت مسلمہ کو بچائے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہوں اور یہی ایک طریقہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جو اُمّتِ مسلمہ کی ساکھ کو دوبارہ قائم کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب وارشادات پڑھنے اور انہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں اپنے تک پہنچنے کا صحیح ادراک بھی عطا فرمائے اور توفیق بھی عطا فرمائے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 ردسمبر 2015ء بمطابق 18 رفتح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا اُس وقت سے لے کر آج تک مخالفین احمدیت یا نام نہاد علماء آپ پر بہت سے اعتراضات کرتے چلے آرہے ہیں اور الزامات لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ بہرحال یہ تو ان کی عادت ہے کرتے رہیں گے اور اس وجہ سے عامۃ المسلمین کو گمراہ کررہے ہیں یا گمراہ کرنے کی کوشش کرتے چلے جارہے ہیں۔ اور سب سے بڑا الزام جو یہ لوگ مسلمانوں کے جذبات بھڑکانے اور انہیں انگیخت کرنے کے لئے لگاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان علماء کی اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹ اور ظلم کی یہ انتہا ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض ایسے الفاظ کہے ہیں جن سے آپؐ کی ہتک ہوتی ہے۔ اور یہی الزام یہ لوگ آج جہاں جہاں ان کو موقع ملتا ہے جہاں ان کی طاقت ہے افرادِ جماعت احمدیہ پر بھی لگاتے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔ جن سعید فطرت لوگوں نے جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں، جماعت کا لٹریچر پڑھا یا آپ کے ارشادات سنے انہیں فوری طور پر یہ بات سمجھ آگئی کہ ان نام نہاد اور فتنہ گر علماء نے صرف فتنہ پیدا کرنے کے لئے یہ الزامات لگائے ہیں، یہ باتیں کی ہیں۔

اِس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض حوالے پیش کروں گا جو آپ کی مختلف کتب میں موجود ہیں۔ اس وقت نہ ہی اس حوالے سے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کیا سمجھا آپ کے سب اقتباسات پیش کئے جاسکتے ہیں، نہ ہی آپ کی تمام کتب کے حوالے بیان کئے جاسکتے ہیں۔ تاہم اس وقت مَیں اُس وقت سے کہ جب آپ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی اور اپنی وفات کے وقت تک یا اس سے کچھ پہلے جو آپ نے آخری کتاب تصنیف فرمائی اس کے حوالے پیش کروں گا جن میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے متعلق بیان فرمایا۔ براہین احمدیہ کے ہر چار حصے 1880ء سے لے کر 1884ء تک آپ نے تصنیف فرمائے جو روحانی خزائن کی جلد نمبر ایک میں جمع کردیئے گئے ہیں۔ اس میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 557-558 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

یعنی اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قرآن شریف کی عظمت پر یقین قائم ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

پھر براہین احمدیہ میں ہی آپ فرماتے ہیں: ''اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے''۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 594 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر 1886ء میں اپنی تصنیف سرمہ چشمِ آریہ میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے''۔ (یعنی جو دل کی صفائی ہے، انبیاء کی جو بھی اندرونی حالت ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جس نبی پر یہ اترتا ہے ہر ایک کے رتبہ کے مطابق نظر آتا ہے۔ فرمایا کہ) ''اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیا وصدق وصفا وتوکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل وارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا (سب سے حصہ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا) اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین وآخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل وارفع واتم ہوکر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو''۔

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 71 حاشیہ)

پھر 1891ء میں اپنی تصنیف توضیح مرام میں وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے (یعنی وحی الٰہی کی اعلیٰ درجہ کی تجلّی کی جو کیفیت ہے وہ ایک ہی انسان کو ملی ہے) جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہوگیا ہے۔ اور دائرہ استعدادت بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے (جتنی بھی انسانی طاقتیں تھیں، استعدادیں تھی وہ کمال کو پہنچی ہیں) اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے جو بھی انسانی پیدائش کی ہے اس کی جو انتہا ہے اگر لکیر کھینچی جائے تو اس کا آخری سرا ہے) جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ (جو انتہائی اونچے مقام پر پہنچا ہوا ہے۔ فرمایا کہ) حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کرکے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالات تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا ملا'' فرمایا کہ''

یہ وہ مقام عالی ہے کہ مَیں (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اور مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے''۔ (توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 64)

پھر 93-1892ء کی تصنیف 'آئینہ کمالات اسلام' ہے جو روحانی خزائن کی جلد پانچ میں ہے۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ اردو اور عربی حصہ ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) اور پھر انسان کامل برطبق آیت (یعنی اس آیت کے مطابق کہ) اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء:59) اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے۔'' (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانتیں اس کے اہل کو ادا کرو اور سب سے زیادہ ذمہ داریاں جو اللہ تعالیٰ خود ہی امانتیں دیتا ہے اور ان امانتوں کی ادائیگی کا سب سے زیادہ حق اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اس کے حق، حقوق اللہ ادا کئے جائیں۔ اور یہ امانتیں جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر کے اس کو ادا کی گئیں، واپس کی گئیں اس میں سب سے بڑا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ فرمایا کہ اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے) ''یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے''۔ (اللہ تعالیٰ کو یہ امانتیں واپس دینا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں فانی ہو کر، اس میں فنا ہو کر اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے وقف کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے پھیلانے کے لئے دین کی اشاعت کے لئے اس کی عبادت کے لئے اور اس کے حکم کے مطابق حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے وقف کر دے۔ فرمایا) ''جیسا کہ ہم مضمون حقیقت اسلام میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (الانعام:163۔164) وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (الانعام:154) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:32) فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ (آل عمران:21) وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (المومن:67)''

حضرت مسیح موعود ان آیات کی جو مختلف سورتوں کی ہیں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ سارا ترجمہ آپ نے نہیں کیا۔ کچھ تھوڑا سا ترجمہ فرمایا ہے) ''یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو'' (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-162)

پھر 1894ء میں اپنی تصنیف 'نور الحق حصہ اول' میں آپ فرماتے ہیں۔ یہ روحانی خزائن کی جلد 8 ہے۔ عربی کی یہ عبارت ہے کہ:

''طُوْبٰی لِلَّذِیْ قَامَ لِاِعْلَاءِ کَلِمَۃِ الدِّیْنِ وَنَھَضَ یَسْتَقْرِیْ طُرُقَ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ النَّصِیْرِ الْمُعِیْنِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ۔ مبارک وہ جو دین کی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا اور ربّانی رضا مندی کی راہوں کو ڈھونڈھتا ہوا اٹھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام اس کے نبیوں کے سردار پر۔ (نور الحق۔ الحصۃ الاولیٰ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 2)

پھر روحانی خزائن کی جلد 8 میں ہی 'اتمام الحجۃ' ہے۔ یہ بھی 1894ء کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین، جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور ذکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔''
(اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پھر 1895ء کی اپنی تصنیف آریہ دھرم میں آپ فرماتے ہیں:

''ہمارے مذہبی مخالف (یعنی اسلام کے مخالف) صرف بے اصل روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کر کے جو ہماری کتب مسلّمہ اور مقبولہ کی رُو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کے مفتریات ہیں (منافقوں کے جھوٹ ہیں) ہمارا دل دکھاتے ہیں اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری معتبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے دل دکھانے کا اور کیا موجب ہوگا کہ چند بے بنیاد افتراؤں کو پیش کر کے ہمارے اس سید و مولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر (نعوذ باللہ) زنا اور بدکاری کا الزام لگانا چاہتے ہیں جس کو ہم اپنی پوری تحقیق کی رو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو گئے۔'' (آریہ دھرم۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 84)

پھر 1897ء کی آپ کی تصنیف ہے 'سراج منیر'۔ اس میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسَلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفی و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی''۔ (سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82)

پھر 1898ء کی آپ کی تصنیف ہے 'کتاب البریہ'۔ اس میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شمار کے رو سے قریب تین ہزار کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی امّت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گذری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس عاجز کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمّتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ اُمّت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہٰذا اس اُمّت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہٰذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہیں دیکھا۔ اگر قرآن شریف گواہی نہ دیتا تو ہمارے لئے اور ہر ایک محقق کے لئے ممکن نہ تھا کہ ان کو سچا نبی سمجھتا کیونکہ جب کسی مذہب میں صرف قصے اور کہانیاں رہ جاتی ہیں تو اس مذہب کے بانی یا مقتدا کی سچائی صرف ان قصوں پر نظر کر کے تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ صدہا برس کے گذشتہ قصے کذب کا بھی احتمال رکھتے ہیں بلکہ زیادہ تر احتمال یہی ہوتا ہے کیونکہ دنیا میں جھوٹ زیادہ ہے۔ پھر کیونکر دلی یقین سے ان قصوں کو واقعات صحیحہ مان لیا جائے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پا لیتے ہیں۔ لہٰذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے۔ اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے۔ اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔ دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔'' (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 154 تا 157 حاشیہ)

پھر سن 1900ء میں اپنے رسالہ 'اربعین نمبر ایک' میں جو روحانی خزائن کی جلد 17 میں ہے، آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک اُمّت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔''
(اربعین نمبر 1۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 346)

پھر 1902ء کی اپنی تصنیف 'کشتی نوح' میں آپ فرماتے ہیں:

''نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ

رکھواور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے‘‘۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 13-14)

پھر 1902ء کی ہی اپنی ایک تصنیف ’نسیم دعوت‘ میں آپ فرماتے ہیں:

’’اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کی خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ کی وہ صفات جو اوپر بیان کی گئی ہیں اس زندہ خدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پایا جس میں یہ صفات ہیں۔) ’’جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا اور بے شمار احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں‘‘۔ (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 363)

اور یہ خدا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملا۔

پھر 1903ء کی اپنی تصنیف ’لیکچر سیالکوٹ‘ میں آپ فرماتے ہیں:

’’غرض یہ تمام بگاڑ کہ ان مذاہب میں پیدا ہو گئے جن میں سے بعض ذکر کے بھی قابل نہیں اور جو انسانی پاکیزگی کے بھی مخالف ہیں یہ تمام علامتیں ضرورتِ اسلام کے لئے تھیں‘‘۔ (پرانے مذہبوں میں جو بگاڑ پیدا ہوئے وہ اس لئے تھے کہ اسلام کے آنے کی ضرورت تھی) فرمایا کہ ’’ایک عقلمند کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام سے کچھ دن پہلے تمام مذاہب بگڑ چکے تھے اور روحانیت کو کھو چکے تھے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو (جانوروں کی طرح جیسی قوم تھی ان کو) انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا (جانوروں کو انسان بنایا) اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بارو بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تأخّر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے اور چونکہ آپ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں اور آپ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتدا سے تمام دنیا کے لئے ہے‘‘۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 206-207)

پھر 1905ء کی اپنی تصنیف ’براہین احمدیہ‘ جلد پنجم میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’ہزار ہزار شکر اس خداوند کریم کا ہے جس نے ایسا مذہب ہمیں عطا فرمایا جو خدا دانی اور خدا ترسی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی نظیر کبھی اور کسی زمانہ میں نہیں پائی گئی۔ اور ہزار ہا درود اس نبی معصوم پر جس کے وسیلہ سے ہم اس پاک مذہب میں داخل ہوئے۔ اور ہزار ہا رحمتیں نبی کریمؐ کے اصحاب پر ہوں جنہوں نے اپنے خونوں سے اِس باغ کی آب پاشی کی‘‘۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 25)

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ہی آپ فرماتے ہیں:

’’نوح میں وہی حسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزت جَلّ شانُہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ (حضرت نوح کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اس وجہ سے کہ وہ نبی تھے۔ فرمایا) پھر اس کے بعد موسیٰ بھی وہی حسن روحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سید الانبیاء و خیر الوریٰ مولٰنا و سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے: دَنٰی فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی (النجم:9-10)۔ یعنی وہ نبی جناب الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حسن روحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو اور اس طرح اس کا وجود واقع ہوا۔...... اس حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ آپ کے حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (الاعراف:199) یعنی تیری طرف وہ دیکھتے ہیں مگر تُو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ آخر وہ سب اندھے ہلاک ہو گئے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 220-221)

پھر 1907ء کی آپ کی تصنیف ’حقیقۃ الوحی‘ ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ:

’’پس مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوی کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّتِ شیطان ہے‘‘۔ (یہ کہتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچا مقام رکھتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ میں آخر میں آیا اور میں نبی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریّت شیطان ہے۔ ایسے لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو باہر سمجھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں وہ ذریّت شیطان ہے۔) ’’کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 118-119)

پھر ’حقیقۃ الوحی‘ میں ہی آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اب اس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 ص67-68)

لیکن یہ ملتا انہی کو ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں۔

پھر ’حقیقۃ الوحی‘ میں ہی آپ فرماتے ہیں:

’’سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصطفیٰ اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے‘‘۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 64-65)

پھر 1908ء کی اپنی تصنیف ’چشمہ معرفت‘ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)۔ ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا صرف ہم ان نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گذشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا کیونکہ صرف قصوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہوسکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو اُن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں کیونکہ اب ان کا نام ونشان نہیں بلکہ ان گزشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقینا سمجھ نہیں سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہم کلام ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آ گئے۔ اب ہم نہ قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہوجاتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔ پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔ کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے:

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج۔ وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کردیا۔ وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کردیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔ کون صدق دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نور کا مشاہدہ نہ کیا اور کس نے صحت نیت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اس کے لئے کھولا نہ گیا لیکن افسوس کہ اکثر انسانوں کی یہی عادت ہے کہ وہ سفلی زندگی کو پسند کرلیتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ نور ان کے اندر داخل ہو۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 301 تا 303)

پھر ’چشمہ معرفت‘ میں ہی آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اب سوچنا چاہئے کہ کیا یہ عزت، کیا یہ شوکت، کیا یہ اقبال، کیا یہ جلال، کیا یہ ہزاروں نشان آسمانی، کیا یہ ہزاروں برکات ربّانی جھوٹے کو بھی مل سکتی ہیں۔ ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے۔ اگر اسلام نہ ہوتا تو اس زمانہ میں اس بات کا سمجھنا محال تھا کہ نبوت کیا چیز ہے اور کیا معجزات بھی ممکنات میں سے ہیں اور کیا وہ قانون قدرت میں داخل ہیں۔ اس عقدے کو اُسی نبی کے دائمی فیض نے حل کیا اور اسی کے طفیل سے اب ہم دوسری قوموں کی طرح صرف قصہ گو نہیں ہیں بلکہ خدا کا نور اور خدا کی آسمانی نصرت ہمارے شامل حال ہے۔ ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کرسکیں کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں درنہاں ہے۔ وہ ذوالجلال خدا محض اس نبی کریم کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہوگیا۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 381)

پس ان علماء کو آپ پر یہ اعتراض ہے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی اور عشق کی وجہ سے کلام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیوں کلام کیا اور مخفی اور پوشیدہ طاقت عطا فرما کر اپنے قرب سے نوازا۔ طاقت کے ذریعہ سے اپنے قرب سے نوازا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا جماعت احمدیہ نہیں بلکہ یہ نام نہاد علماء اس الزام کے نیچے آتے ہیں کہ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاری نہیں ہے۔ اور نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں اور صفات محدود ہوگئی ہیں۔ پس اگر الزام لگتا ہے تو ان لوگوں پہ لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں اب بھی کام کررہی ہیں۔

پھر ’چشمہ معرفت‘ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور آپ کے جاری فیض کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’پھر جب ہمارے بزرگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظاہر ہوئے تو ایک انقلاب عظیم دنیا میں آیا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ جزیرۂ عرب جو بجز بت پرستی کے اور کچھ بھی نہیں جانتا تھا ایک سمندر کی طرح خدا کی توحید سے بھر گیا۔ علاوہ اس کے یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے سید ومولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان اور معجزات ملے وہ صرف اس زمانہ تک محدود نہ تھے بلکہ قیامت تک ان کا سلسلہ جاری ہے۔ اور پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گذشتہ نبی کی امّت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی امّت سے باہر ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمّتی کہلاتا ہے، نہ کوئی مستقل نبی۔‘‘ (پس اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے لئے امّتی نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ پھر فرماتے ہیں کہ) ’’اور رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمر بستہ کھڑے ہیں‘‘ (یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کی تعداد بتارہے ہیں جو آپ کے زمانے میں تھی) ’’اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنے والے تھے آپ کے قدموں پر ادنیٰ غلاموں کی طرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کی طرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے نیچے اتر آتے ہیں۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 380-381)

پس یہ مقام آپ بیان فرمارہے ہیں اور یہ جو آپ پر الزام ہے کہ آپ نعوذ باللہ دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ تو آپ فرما رہے ہیں کہ صرف احمدی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمان جو ہیں وہ آپ کی غلامی میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ پس یہ مقام ومرتبہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سمجھا اور دنیا کو بتایا اور اپنے ماننے والوں کو اس کا ادراک عطا فرمایا۔ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور فضیلت اور ارفع مقام کی گہرائی کو ہم کبھی نہ جان سکتے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع میں کچھ اور کہتے تھے اور بعد میں اپنی سوچ بدل لی اور نعوذ باللہ ذاتی مفادات حاصل کرنے لگ گئے۔ یہ سب تحریرات جو میں نے 1880ء سے لے کر 1908ء تک جو آپ کی وفات کا سال ہے پیش کی ہیں ان تحریرات میں کہیں بھی ایک جگہ بھی ایسا جھول نہیں ہے کوئی بھی ایسا فقرہ نہیں ہے جو ایک دوسرے سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کو پہلے سے بڑھ کر آپ نے بیان فرمایا ہے۔ اپنے آپ کو اگر کہیں نبی کہا بھی ہے تو آپؐ کی غلامی میں۔

اللہ تعالیٰ ان مفاد پرستوں کے چنگل سے اُمّت مسلمہ کو بچائے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہوں اور یہی ایک طریقہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جو اُمّتِ مسلمہ کی ساکھ کو دوبارہ قائم کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب وارشادات پڑھنے اور انہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں اپنے تک پہنچنے کا صحیح ادراک بھی عطا فرمائے اور توفیق بھی عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

کلام الامام

’’ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے
جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔‘‘
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالبِ دُعا: الٰہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصَّلوٰۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کردیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہوجاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کردیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔
(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

خطبہ جمعہ

یہ دن قادیان میں جلسہ سالانہ کے دن ہیں۔کل سے انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔اسی طرح آج آسٹریلیا کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو چکا ہوگا اور امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کا جلسہ بھی شروع ہونے والا ہے۔اور شاید بعض اور ملکوں میں بھی ان دنوں میں جلسے ہو رہے ہوں گے یا ہونے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان تمام جلسوں کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔اشرار کی شرارتوں اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔قادیان کے جلسہ سالانہ کی خاص طور پر اس لحاظ سے بھی اہمیت ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں ہو رہا ہے اور یہیں آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر جلسے شروع کروائے تھے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ روایات کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے جلسوں کا اور اللہ تعالیٰ کے بعض الہامات کا تذکرہ جو اُن دنوں میں پورے ہوئے اور آج بھی ہو رہے ہیں اور بعض آئندہ زمانوں میں پورے ہونے والے تھے

ربوہ کے رہنے والے بھی ان دنوں بے چین ہوں گے تو انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔انشاء اللہ تعالیٰ وہاں بھی حالات بدلیں گے اور رونقیں بھی قائم ہوں گی لیکن ربوہ کے رہنے والوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔پاکستان میں رہنے والوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(آل عمران:140)اور کمزوری نہ دکھاؤ اور غم نہ کرو۔یقیناً تم ہی غالب آنے والے ہو جبکہ تم مومن ہو۔شرط یہ لگائی جبکہ تم مومن ہو۔پس ایمان میں زیادتی اور دعاؤں پر زور سے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر کے حالات بدلتے ہیں

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا یہ نظارہ ہے کہ مختلف قوموں کے ہزاروں لوگ قادیان میں جمع ہیں اور ان کے کھانے بھی پک رہے ہیں اور ان کے مزاج کے مطابق مہمان نوازی بھی ہو رہی ہے اور باقی دنیا کے جلسوں میں بھی اسی طرح ہو رہا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کی تائید کا ایک عظیم الشان نشان ہے اور جن جماعتوں کے ساتھ اس کی نصرت ہوتی ہے وہ اس طرح بڑھتی چلی جاتی ہیں اور دشمن کی نگاہوں میں پھر کانٹوں کی طرح کھٹکنے بھی لگ جاتی ہیں۔دشمن دشمنی میں بھی بڑھتے ہیں،حسد میں بڑھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر پورا ہوئے بغیر نہیں رہتی اور باوجود دشمنوں کی حاسدانہ نگاہوں کے اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے اور اسے دنیا میں ترقی دیتا چلا جاتا ہے

دو دن پہلے قرغیزستان میں بھی ہمارے ایک مقامی قرغیز احمدی کو شہید کر دیا گیا۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آج ابھی کچھ دیر پہلے بنگلہ دیش میں جمعہ ہو رہا تھا۔وہاں کے ایک شہر میں جمعہ کے وقت ہماری مسجد میں بھی ایک دھماکہ ہوا۔غالباً خودکش دھماکہ ہی لگتا ہے۔کچھ احمدی زخمی ہوئے ہیں۔بہرحال ابھی مکمل رپورٹ آئے گی۔اللہ تعالیٰ ان زخمیوں کو بھی محفوظ رکھے اور جان لیوا زخم نہ ہوں اور جلد ان سب کو صحت عطا فرمائے۔بہرحال یہ حسد اور مخالفت احمدیت کی ترقی دیکھ کر بڑھتی چلی جا رہی ہے اور دنیا میں پھیلتی چلی جا رہی ہے اور یہ بڑھے گی۔لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ اس نے ہی غالب آنا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ۔جماعت ترقی کر رہی ہے اور انشاء اللہ کرتی جائے گی

جو قادیان جا سکتے ہیں، afford کر سکتے ہیں ان کو تو جانا چاہئے۔لیکن جو اپنے ملکی جلسے ہیں ان میں بھی ضرور شامل ہونا چاہئے ہندوستان کے احمدیوں کو خاص طور پر کوشش کر کے قادیان آنا چاہئے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ قادیان آنے والوں کو مَیں نصیحت کرتا ہوں، جلسے پر آنے والوں کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ کثرت ہجوم اور کام کرنے والوں کی قلّت کی وجہ سے اگر آپ کو کوئی تکلیفیں پہنچیں تو پریشان نہ ہو جائیں،ٹھوکر نہ کھا جائیں۔اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے چاہے یہاں جلسہ ہو یا کہیں اور ہو رہے ہوں۔بہرحال مہمان نوازی کرنے والے اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہر طرح مہمان نوازی کی جائے لیکن پھر بھی کمیاں رہ جاتی ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آج بھی قادیان آنے والے یا کہیں بھی جلسے پر جانے والے یاد رکھیں کہ انتظامی لحاظ سے اگر بعض تکلیفیں پہنچیں تو خوشی سے برداشت کر لیں اور اس کو اپنے ایمان کی ٹھوکر کا باعث نہ بنائیں

قرغیزستان کی سرزمین میں اسلام اور احمدیت کی راہ میں اپنا خون پیش کرنے والے پہلے شہید مکرم یونس عبدل جلیلوف صاحب کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25؍دسمبر 2015ء بمطابق 25؍فتح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

یہ دن قادیان میں جلسہ سالانہ کے دن ہیں۔کل سے انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔اسی طرح آج آسٹریلیا کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو چکا ہوگا اور امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کا جلسہ بھی شروع ہونے والا ہے۔وقت کا فرق ہے اس لئے کچھ دیر بعد شاید شروع ہو۔اور شاید بعض اور ملکوں میں بھی ان دنوں میں جلسے ہو رہے ہوں گے یا ہونے والے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ان تمام جلسوں کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔اشرار کی شرارتوں اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

قادیان کے جلسہ سالانہ کی خاص طور پر اس لحاظ سے بھی اہمیت ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں ہو رہا ہے اور یہیں آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر جلسے شروع کروائے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مختلف خطابات اور خطبات میں جلسہ سالانہ کے حوالے سے ہمیں اس زمانے سے بھی آگاہی دی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا اور جماعت کی ابتدا تھی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسوں کا نقشہ کھینچا ہے کہ شروع کے جلسے کیسے ہوتے تھے وہاں بعض الہامات کا بھی ذکر فرمایا کہ کس طرح بعض الہامات کو اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں پورا ہوتا دکھایا اور دکھا رہا ہے۔بعض الہامات آئندہ زمانوں کے متعلق ہوں گے یا ایک دفعہ پورے ہو چکے اور دوبارہ بھی پورے ہوں گے۔اِس وقت میں اِس حوالے سے حضرت مصلح موعود کے بعض حوالے پیش کرتا ہوں۔

ابتدائی جلسوں میں سے ایک کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود اپنے بچپن کا تاثر اور جماعت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ 1936ء کی بات ہے جب آپ فرمارہے ہیں کہ قریباً چالیس سال پہلے اس جگہ پر جہاں اب مدرسہ احمدیہ کے لڑکے پڑھتے ہیں (قادیان میں جو جگہ ہے) ایک ٹوٹی پھوٹی فصیل ہوا کرتی تھی۔ ایک فصیل تھی جس نے پورے قادیان کی آبادی کو گھیرا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد کے زمانے میں قادیان کی حفاظت کے لئے وہ کچی فصیل بنی ہوئی تھی۔ وہ خاصی چوڑی تھی اور ایک گڈّا اس پر چل سکتا تھا (یعنی بیل گاڑی)۔ پھر انگریزی حکومت نے جب اسے تڑوا کر نیلام کر دیا تو اس کا کچھ ٹکڑا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہمان خانہ بنانے کی نیت سے لے لیا۔ وہ ایک زمین لمبی سی چلی جاتی تھی۔ ایک لمبا ٹکڑا پلاٹ تھا۔ کہتے ہیں کہ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت 93ء تھا یا 94ء یا 95ء قریباً اسی قسم کا زمانہ تھا۔ یہی دسمبر کے دن تھے۔ یہی موسم تھا، یہی مہینہ تھا کچھ لوگ جو ابھی احمدی نہیں کہلاتے تھے کیونکہ ابھی احمدی نام سے جماعت یاد نہیں کی جاتی تھی۔ (احمدی نام جو ہے یہ 1901ء میں رکھا گیا۔ اس سے پہلے احمدی کی باقاعدہ ایک نشانی نہیں تھی۔ احمدی کہلاتے تو نہیں تھے مگر یہی مقاصد اور یہی مدعا لے کر وہ قادیان میں جمع ہوئے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نہیں کہہ سکتا آیا وہ ساری کارروائی اسی جگہ ہوئی یا کارروائی کا بعض حصہ اس جگہ ہوا (جہاں ذکر فرما رہے ہیں) اور بعض مسجد میں ہوا کیونکہ میری (حضرت مصلح موعود کی) عمر اس وقت سات آٹھ سال کی ہوگی۔ اس لئے میں زیادہ تفصیلی طور پر اس بات کو یاد نہیں رکھ سکا۔ میں اس وقت اس اجتماع کی اہمیت کو نہیں سمجھتا تھا۔ مجھے اتنا یاد ہے کہ میں وہاں جمع ہونے والے لوگوں کے اردگرد دوڑتا اور کھیلتا پھرتا تھا۔ میرے لئے اس زمانے کے لحاظ سے یہ اچھنبے کی بات تھی کہ کچھ لوگ جمع ہیں۔ اس فصیل پر ایک دری بچھی ہوئی تھی جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور اردگرد دوست تھے جو جلسہ سالانہ کے اجتماع کے نام سے جمع تھے۔ (کہتے ہیں) ممکن ہے میرا حافظہ غلطی کرتا ہو اور دری ایک نہ ہو، دو ہوں لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ایک ہی دری تھی۔ اس ایک دری پر کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ڈیڑھ سو ہوں گے یا دو سو اور بچے ملا کر ان کی فہرست اڑھائی سو کی تعداد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شائع بھی کی تھی۔ کہتے ہیں مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ ایک دری تھی یا دو دَریاں۔ بہرحال ان کے لئے اتنی ہی جگہ تھی جتنی اس جلسہ گاہ (جس پہ یہ ذکر فرما رہے ہیں اس) کے سٹیج کی جگہ ہے۔ (بلکہ آجکل ہمارے جلسوں کے سٹیج تو اور بھی بڑے ہوتے ہیں۔) کہتے ہیں مَیں نہیں کہہ سکتا کیوں؟ مگر مَیں اتنا جانتا ہوں کہ وہ دری تین جگہ بدلی گئی۔ (ایک جگہ سے اٹھائی، پھر دوسری جگہ سے، اور پھر تیسری جگہ سے۔) پہلے ایک جگہ بچھائی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اٹھا کر اسے کچھ دُور بچھایا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے تبدیل کر کے ایک اور جگہ بچھایا گیا۔ اور پھر تیسری جگہ اس جگہ سے بھی اٹھا کر کچھ اور دور وہ بچھائی گئی۔ کہتے ہیں کہ اپنے بچپن کی عمر کے لحاظ سے مَیں نہیں سکتا کہ آیا ان جمع ہونے والوں کو لوگ روکتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہارا حق نہیں کہ اس جگہ دری بچھاؤ یا کوئی اور وجہ تھی۔ بہرحال مجھے یاد ہے کہ دو تین دفعہ اس دری کی جگہ بدلی گئی۔'' (ماخوذ از جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقی آستانہ رب العزت پر گریہ و بکا کرنے کا نتیجہ ہے......انوار العلوم جلد 14 صفحہ 321 تا 323)

آج جو لوگ قادیان میں اس وقت جلسے کی غرض سے گئے ہوئے ہیں وہ شاید اس وقت کی حالت کا اندازہ نہ کر سکتے ہوں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک وسیع جلسہ گاہ میسر ہے جس کو پکی چاردیواری سے گھیرا گیا ہے اور اس میں بھی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا ہوں۔ 1936ء میں جب حضرت مصلح موعود یہ فرما رہے ہیں اس کے بعد پارٹیشن تک مزید وسیع انتظام ہوتے گئے۔ قادیان پر بعد میں پارٹیشن کے وقت ایسا دور بھی آیا جب صرف دارالمسیح اور اردگرد کے چند گھروں تک احمدی محدود ہو گئے بلکہ چند سو کے سوا سب کو ہجرت کرنی پڑی اور یہ جو چند ایک احمدی تھے وہ بھی بڑے کمزور تھے۔ لیکن آج پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں وسعت پیدا ہو رہی ہے اور وہاں جانے والے جو پہلی دفعہ گئے ہوں گے، نئی نسلیں ہیں، نوجوان ہیں یا باہر سے آئے ہوئے لوگ ہیں، اب صرف اس وسعت کو دیکھ رہے ہوں گے۔ لیکن تاریخ کے دریچے میں سے جھانک کر ہم دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش نظر آتی ہے۔ آج ربوہ کے رہنے والے بھی ان دنوں بے چین ہوں گے تو انہیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں بھی حالات بدلیں گے اور رونقیں بھی قائم ہوں گی لیکن ربوہ کے رہنے والوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ پاکستان میں رہنے والوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: 140) اور کمزوری نہ دکھاؤ اور غم نہ کرو۔ یقیناً تم ہی غالب آنے والے ہو جبکہ تم مومن ہو۔ شرط یہ لگائی جبکہ تم مومن ہو۔ پس ایمان میں زیادتی اور دعاؤں پر زور سے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر کے حالات بدلتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو وہاں جمع تھے (جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھایا جاتا تھا) اس نیت اور اس ارادے سے کہ اسلام دنیا میں نہایت ہی کمزور حالت میں کر دیا گیا ہے اور وہ ایک ہی نور جس کے بغیر دنیا میں روشنی نہیں ہو سکتی اسے بجھانے کے لئے لوگ اپنا پورا زور لگا رہے ہیں (یعنی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نور ہے۔) اسے وہ ظلمت اور تاریکی کے فرزند مٹا دینا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں اس ایک ارب اور پچیس تیس کروڑ آدمیوں کی دنیا میں (اُس زمانے میں جو آبادی تھی) دو اڑھائی سو بالغ آدمی جن میں سے اکثر کے لباس غریبانہ تھے جن میں سے بہت ہی کم لوگ تھے جو ہندوستان کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی متوسط درجے کے کہلا سکیں جمع ہوئے تھے۔ اس ارادے سے اور اس نیت سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا جسے دشمن سرنگوں کرنے کی کوشش کر رہا ہے وہ اس جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیں گے بلکہ اسے پکڑ کر سیدھا رکھیں گے اور اپنے آپ کو فنا کر دیں گے مگر اسے نیچا نہیں ہونے دیں گے۔ اس ایک ارب پچیس کروڑ آدمیوں کے سمندر کے مقابلے کے لئے دو اڑھائی سو کمزور آدمی اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے آئے تھے۔ (اس وقت 96-1895ء میں) جن کے چہروں پر وہی کچھ لکھا ہوا تھا جو بدری صحابہ کے چہروں پر لکھا ہوا تھا۔ جیسا کہ بدر کے صحابہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ! بیشک ہم کمزور ہیں اور دشمن طاقتور مگر وہ آپ تک نہیں پہنچ سکتا جبتک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ انسان نہیں بلکہ زندہ موتیں ہیں جو اپنے وجود سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ کے دین کے قیام کے لئے ایک آخری جدوجہد کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ دیکھنے والے اُن پر ہنستے تھے۔ دیکھنے والے ان پر تمسخر کرتے تھے اور حیران تھے کہ یہ لوگ کیا کام کریں گے۔ (کہتے ہیں کہ) مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ ایک دری تھی یا دو دریاں۔ بہرحال ان کے لئے اتنی ہی جگہ تھی جتنی اس سٹیج کی جگہ ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کیوں مگر اتنا جانتا ہوں کہ وہ دری تین جگہ بدلی گئی (جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے)۔ حضرت یوسف کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں جب یوسف مصر کے بازار میں بکنے کے لئے آئے تو ایک بڑھیا بھی دو رُوئی کے گالے لے کر پہنچی۔ (چھوٹے گولے لے کے) کہ شاید میں ہی ان گالوں سے یوسف کو خرید سکوں۔ دنیا دار لوگ اس واقعہ کو سنتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ روحانی لوگ اسے سنتے ہیں اور روتے ہیں کیونکہ ان کے قلوب میں فوراً یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جہاں کسی چیز کی قدر ہوتی ہے وہاں انسان دنیا کی ہنسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر مَیں کہتا ہوں یوسف تو ایک انسان تھا اور اس وقت تک یوسف کی قابلیتیں ظاہر نہیں ہوئی تھیں۔ (چھوٹی عمر تھی) آخر اس کے بھائیوں نے نہایت ہی قلیل قیمت پر اسے فروخت کر دیا تھا۔ (یہ کہانی اگر سچی بھی مان لی جائے۔) ایسی حالت میں اگر بڑھیا کو یہ خیال آیا ہو کہ شاید روئی کے دو گالوں کے ذریعہ سے میں یوسف کو خرید سکوں تو یہ کوئی بعید بات نہیں۔ خصوصاً جب ہم اس بات کو مدّنظر رکھیں کہ جس ملک سے یہ قافلہ آیا تھا وہاں روئی نہیں ہوا کرتی تھی اور وہ مصر سے ہی روئی لے جایا کرتے تھے تو پھر تو یہ کوئی بھی بعید بات معلوم نہیں ہوتی کہ روئی کی قیمت اس وقت بہت بڑھی ہوئی ہو اور وہ بڑھیا واقعہ میں یہ سمجھتی ہو کہ روئی سے یوسف کو خریدا جا سکتا ہے۔ لیکن جس قیمت کو لے کر وہ لوگ جمع ہوئے تھے وہ یقیناً ایسی ہی قلیل تھی (یعنی کہ اس وقت یہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گرد دو اڑھائی سو آدمی بیٹھے تھے۔ جس قیمت کو لے کر یہ لوگ جمع ہوئے تھے وہ یقیناً ایسی ہی قلیل تھی) اور یہ یوسف کی خریداری کے واقعہ سے زیادہ نمایاں اور زیادہ واضح مثال اس عشق کی ہے۔ وہ اصل چیز کیا ہے؟ یہ عشق ہے۔) جو انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ (وہ بڑھیا تو یہ سمجھی تھی کہ اس کی یہی ''میری قیمت'' کافی ہے۔ لیکن یہاں ایک اور قیمت لگ رہی ہے جو عشق کی قیمت ہے جو عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اور پھر یہ عشق) انسان سے ایسی ایسی قربانیاں کراتا ہے جن کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ وہ دو یا اڑھائی سو آدمی جو جمع ہوا ان کے دل سے نکلے ہوئے خون نے خدا تعالیٰ کے عرش کے سامنے فریاد کی۔ بیشک ان میں سے بہتوں کے ماں باپ زندہ ہوں گے، بیشک وہ خود اس وقت ماں باپ یا دادے ہوں گے مگر جب دنیا نے ان پر ہنسی کی، جب دنیا نے انہیں چھوڑ دیا، جب اپنوں اور پرایوں نے انہیں الگ کر دیا اور کہا کہ جاؤ اے مجنونو! ہم سے دُور ہو جاؤ۔ (جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو ان کے باوجود بڑے ہونے کے، باپ ہونے کے، دادا ہونے کے، بچے ہونے کے، لوگوں نے ان کو گھروں سے نکال دیا کہ ہم سے دُور ہو جاؤ) تو وہ باوجود بڑے ہونے کے یتیم ہو گئے۔ کیونکہ یتیم ہم اسے ہی کہتے ہیں جو لاوارث ہو اور جس کا کوئی سہارا نہ ہو۔ پس جب دنیا نے انہیں الگ کر دیا تو وہ یتیم ہو گئے اور خدا کے اس وعدے کے مطابق کہ یتیم کی آہ عرش کو ہلا دیتی ہے جب وہ قادیان میں جمع ہوئے اور سب یتیموں نے مل کر آہ وزاری کی تو اس آہ کے نتیجہ میں وہ پیدا ہوا جو آج تم اس میدان میں دیکھ رہے ہو۔''

(ماخوذ از جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقی آستانہ رب العزت پر گریہ و بکا کرنے کا نتیجہ ہے۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 323-322)

یعنی اس وقت جو لوگ جلسے میں جمع تھے اور وسیع میدان تھا۔ قادیان تھا۔ پس اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے چند ہزار لوگوں کو کہا تھا کہ ان دو اڑھائی سو لوگوں کی آہوں کا نتیجہ تم دیکھ رہے ہو۔ یعنی کہ اس میدان میں ان دو اڑھائی سو لوگوں کی آہیں تھیں جس کا نتیجہ تم یہ دیکھ رہے ہو کہ اسی میدان میں قادیان میں تم بیٹھے ہوئے ہو۔

آج جیسا کہ میں نے بتایا کہ قادیان کی جلسہ گاہ اور بھی وسیع ہو چکی ہے۔ مَیں جلسہ میں شامل ہونے والے مرد عورتیں جتنے بھی لوگ ہیں، ان سے کہتا ہوں کہ ایک وسیع میدان جس میں تمام سہولتیں بھی میسر ہیں جہاں ایک زبان کی بجائے (اس زمانے میں تو ایک زبان میں حضرت مصلح موعود تقریر فرما رہے تھے اب وہاں ایک کے بجائے) کئی زبانوں میں آوازیں پہنچائی جا رہی ہیں۔ اس وقت خطبہ بھی وہاں بیٹھ کر سن رہے ہیں۔ سات آٹھ زبانوں میں ان کو خطبہ کا ترجمہ بھی پہنچ رہا ہے۔ جہاں اس وقت مختلف قوموں کے لوگ بیٹھے ہیں، جہاں پاکستان سے آئے ہوئے اپنے حقوق سے محروم لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے آپ میں وہ ایمان اور اخلاص پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں، ایک جذبہ پیدا کریں جو اُن دو سو لوگوں میں تھا جس کی مثال حضرت مصلح موعود نے دی ہے۔ اسی طرح آسٹریلیا میں جیسا کہ مَیں نے کہا جلسہ ہو رہا ہے۔ امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کا جلسہ ہو رہا ہے۔ ہر جگہ اگر اس نیت سے آپ جمع ہوئے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنا ہے تو جس طرح وہ دو اڑھائی سو لوگ اڑھائی سو گٹھلیاں یا بیج بن گئے تھے جن سے پھل دار درخت پیدا ہوئے اور قادیان کی وسعت اور میدان اور ان بزرگوں کی نسلیں اور امریکہ میں جماعت اور اس کی وسعت اور آسٹریلیا میں جماعت اور اس کی وسعت کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ آسٹریلیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماشاء اللہ نئی نئی جگہیں خریدی جا رہی ہیں۔ ان کی خوبصورتی اگر بڑھانی ہے تو پھر اپنی ایمانی کیفیت میں اضافے سے بڑھائیں ورنہ صرف جلسہ کے لئے جمع ہونا کافی نہیں ہے۔ اگر ان دو اڑھائی سو بیجوں یا گٹھلیوں نے اپنے اثر دکھائے تو آج یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے اپنے ایمان میں بڑھیں اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ہمارا غلبہ ہے انشاء اللہ۔ اُس وقت تو ایک ارب کچھ کروڑ کی بات تھی آج دنیا کی آبادی سات ارب سے زیادہ ہے۔ سات ارب تیس کروڑ کہا جاتا ہے۔ اور ہماری تعداد ابھی بھی دنیا کی آبادی کے مقابلے میں اور اپنے وسائل کے لحاظ سے بہت معمولی ہے۔ لیکن ہم نے کام وہی کرنے ہیں جو ہمارے آباؤ اجداد نے کئے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہمارا مقصد بہت بڑا ہے اسے ہم نے حاصل کرنا ہے اور یہ تمام لوگ جو قادیان میں جلسہ میں شامل ہوئے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان دنوں میں بہت دعائیں کریں۔

حضرت مصلح موعود اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے نشان ہزاروں ہیں اور شہادتیں بے اندازہ ہیں جو اپنی خوبصورتی دکھاتی ہیں۔ ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؑ کا ایک الہام ہے کہ يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اور يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ یعنی اور دُور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور دُور دُور سے تیرے پاس تحائف لائے جائیں گے اور ایسے ایسے سامان کئے جائیں گے جن سے مہمان نوازی کی جائے اور اس کثرت سے لوگ آئیں گے کہ وہ راستے گھِس جائیں گے جن راستوں سے وہ آئیں گے۔ فرماتے ہیں کہ یہ نشان ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اس عظیم الشان نشان کی کس وقت خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی اس حالت کے دیکھنے والے اب بھی

موجود ہیں۔(جب یہ الہام ہوا اس وقت کیا حالت تھی اس کے دیکھنے والے اب بھی موجود ہیں۔) کہتے ہیں میری عمر تو چھوٹی تھی لیکن وہ نظارہ اب بھی یاد ہے جہاں اب مدرسہ ہے وہاں ڈھاب ہوتی تھی اور مَیلے کے ڈھیر لگے ہوئے تھے (یعنی گنداور روڑی کے ڈھیر تھے) اور مدرسے کی جگہ لوگ دن کو نہیں جایا کرتے تھے کہ یہ آسیب زدہ جگہ ہے۔اوّل تو کوئی وہاں جاتا نہیں تھا اور اگر کوئی جاتا بھی تھا تو اکیلا کوئی نہیں جاتا تھا بلکہ دوتین مل کر جاتے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہاں جانے سے جنّ چڑھ جاتا ہے۔جنّ چڑھتا تھا یا نہیں۔بہرحال یہ ویران جگہ تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ویران جگہوں کے متعلق ہی لوگوں کا خیال ایسا ہوتا ہے کہ وہاں جانے سے جنّ چڑھ جاتا ہے۔پھر یہ (کہتے ہیں) میرے تجربے سے تو باہر تھا لیکن بہت سے آدمی بیان کرتے ہیں کہ قادیان کی یہ حالت تھی کہ دو تین روپے کا آٹا بھی یہاں سے نہیں ملتا تھا۔آخر یہ گاؤں تھا۔زمیندارہ طرز کی یہاں رہائش تھی۔اپنی اپنی ضرورت کے لئے لوگ خود ہی گندم پیس لیا کرتے تھے۔کہتے ہیں یہ تو ہمیں بھی یاد ہے کہ ہمیں جب کسی چیز کی ضرورت پڑتی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی آدمی کو لاہور یا امرتسر بھیج کر وہ چیز منگواتے تھے۔پھر آدمیوں کا یہ حال تھا کہ کوئی ادھر آتا نہ تھا۔برات وغیرہ پر کوئی مہمان اس گاؤں میں آجائے تو آجائے لیکن عام طور پر کوئی آتا جاتا نہ تھا۔مجھے وہ دن بھی یاد ہیں کہ میں چھوٹا سا تھا حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے۔مجھے یاد ہے کہ برسات کا موسم تھا۔ایک چھوٹے سے گڑھے میں پانی کھڑا تھا۔میں پھلانگ نہ سکا تو مجھے خود اٹھا کر آگے کیا گیا۔پھر کبھی شیخ حامد علی صاحب اور کبھی حضرت صاحب خود مجھے اٹھا لیتے۔اس وقت نہ تو مہمان تھا اور نہ یہ مکان تھے۔کوئی ترقی نہ تھی مگر ایک رنگ میں یہ بھی ترقی کا زمانہ تھا۔(اس زمانے میں ایسی ترقی کوئی نہیں تھی لیکن وہ بھی ترقی کا زمانہ تھا) چونکہ اس وقت حافظ حامد علی صاحب آچکے تھے۔اس سے بھی پہلے جبکہ قادیان میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی شخص نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئیں گے اور دُور دُور سے تحائف لائے جائیں گے۔اس وقت کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے اس وعدے کو ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اے وہ شخص جس کو کہ اس کے محلے کے لوگ بھی نہیں جانتے، جس کو کہ اس کے شہر سے باہر دوسرے شہروں کے انسان نہیں جانتے، جس کی گمنامی کی حالت سے لوگوں کو یہی خیال تھا کہ مرزا غلام قادر صاحب ہی اپنے باپ کے بیٹے ہیں (یعنی صرف ایک بیٹا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (میں تجھے یعنی مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو) میں تجھ جیسے شخص کو عزت دوں گا۔دنیا میں مشہور کروں گا۔عزت چل کر پاس آئے گی۔

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 247-246)

(یہ غور کرنے والی بات ہے۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو کافر بھی رحمت ہوتے ہیں۔اگر ابوجہل نہ ہوتا تو اتنا قرآن کہاں اترتا۔اگر سارے حضرت ابوبکر ہی ہوتے تو صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی نازل ہوتا۔(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 299)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں ان کو ہر چیز میں بھلائی نظر آتی ہے۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت ہوئی تو اس وقت آپ کو نظر آرہا تھا کہ اب عزت اور زیادہ بڑھے گی اور بڑھتی چلی جائے گی اور آج ہم بھی قادیان کے یہ نظارے دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بیس پچیس ملکوں سے وہاں لوگ پہنچے ہوئے ہیں اور نئی سے نئی عمارتیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بن رہی ہیں۔

پھر جلسہ سالانہ کی مہمان نوازی کے حوالے سے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود وہی آخری جلسے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں کل سات سو آدمی تھے۔اب ایک ایک بلاک میں کئی کئی ہزار بیٹھا ہے۔(جلسے کے وقت آپ فرمارہے ہیں کہ کئی کئی ہزار لوگ ایک بلاک میں بیٹھے ہیں لیکن اُس وقت کل سات سو آدمی تھے۔) اس وقت آپ علیہ السلام کی زندگی کا آخری سال تھا اور کُل سات سو آدمی جلسے پر آیا اور انتظام اتنا خراب ہوا۔(کُل سات سو آدمی مہمان تھا اور انتظام میں خرابی پیدا ہوگئی) کہ (بعضوں کو) رات کے تین بجے تک کھانا نہ مل سکا۔اور آپ کو الہام ہوا کہ يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔کہ اے نبی بھوکے اور پریشان حال کو کھانا کھلاؤ۔چنانچہ صبح معلوم ہوا کہ مہمان تین بجے رات تک لنگر خانے کے سامنے کھڑے رہے اور ان کو کھانا نہیں ملا۔پھر آپ نے نئے سرے سے فرمایا کہ دیگیں چڑھاؤ اور ان کو کھانا کھلاؤ۔تو دیکھو سات سو آدمیوں کی یہ حالت ہوئی مگر ان سات سو آدمیوں کا یہ حال تھا کہ جب آپ علیہ السلام سیر کے لئے نکلتے تو سات سو آدمی ساتھ تھا۔ہجوم بہت تھا۔آنے والے بیچاروں نے کبھی یہ نظارہ تو دیکھا نہ تھا۔باہر تو دو سو آدمی بھی لوگوں کو کسی روحانی بزرگ کے گرد جاتا ہوا نظر نہ آتا تھا۔میلوں میں بیشک جاتے ہوں گے لیکن روحانی نظاروں میں نہیں جاتے۔(فرماتے ہیں کہ) اس لئے ان کے لئے عجیب چیز تھی۔یہ لوگ دھکے کھا رہے تھے۔حضرت صاحب ایک قدم چلتے تو ٹھوکر کھا کر آپ کے پیر سے جوتی نکل جاتی۔(لوگوں کا اژدہام تھا) پھر کوئی احمدی ٹھہرا لیتا کہ حضور جوتی پہن لیجئے اور آپ علیہ السلام کے پیر میں جوتی ڈال دیتا۔پھر آپ چلتے تو پھر کسی کا ٹُھڈّ الگتا اور جوتی پرے جا پڑتی۔پھر وہ کہتا حضور ٹھہر جائیں جوتی پہنا دوں تو اس طرح ہو رہا تھا۔اس وقت سیر پہ جاتے ہوئے یہ حالت تھی۔لوگ ساتھ تھے۔ایک زمیندار دوست نے (جو مخلص احمدی تھا) دوسرے زمیندار دوست سے جو احمدی تھا پنجابی میں کہا کہ ''اوتُوں مسیح موعود دا دست پنجہ لے لیا''۔یعنی کیا تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کر لیا ہے؟ وہ کہنے لگا ''ایتھے دست پنجہ لین دا کیہڑ اویلا اے۔نیڑے کوئی نئیں ہون دیندا''۔یعنی اتنے لوگ ہیں کہ نزدیک بھی کوئی نہیں آنے دیتا مصافحہ کرنے کا موقع ہی کوئی نہیں یہاں تو کوئی قریب بھی نہیں آنے دیتا۔اس پر وہ جو عاشق زمیندار تھا وہ اس کو دیکھ کر کہنے لگا کہ تجھے یہ موقع پھر کب نصیب ہوگا۔بیشک تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں پھر بھی لوگوں کے درمیان میں سے گزر جا اور مصافحہ کر آ۔تو کجا وہ وقت ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور کجا یہ وقت ہے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں لوگ ہیں۔

(ماخوذ از الفضل 17 مارچ 1957 صفحہ 3-4 جلد 46/11 نمبر 66)

پس ایک وقت میں سات سو آدمی کے کھانے کا انتظام بھی مشکل ہو گیا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کھڑے ہو کر انتظام کروایا۔مصافحہ کا کرنا مشکل سمجھا جاتا تھا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا یہ نظارہ ہے کہ مختلف قوموں کے ہزاروں لوگ قادیان میں جمع ہیں اور ان کے کھانے بھی پک رہے ہیں اور ان کے مزاج کے مطابق مہمان نوازی بھی ہو رہی ہے اور باقی دنیا کے جلسوں میں بھی اسی طرح ہو رہا ہے۔

پھر اس جلسہ کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اب بہت وسعت پیدا ہو چکی ہے۔جماعت بہت بڑھ گئی ہے۔لگتا ہے اب ہمارا کام ختم ہو گیا۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری سال قادیان میں جلسہ سالانہ پر جتنے لوگ جمع ہوئے وہ مجھے یاد ہے۔جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بار بار فرماتے تھے کہ خدا نے ہمیں جس کام کے لئے دنیا میں بھیجا تھا وہ ہو گیا ہے اور اب اتنی بڑی جماعت پیدا ہو گئی ہے اور اتنی کثرت سے لوگ ایمان لے آئے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد جو اس دنیا میں آنے کا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔اب کجا وہ دن تھا کہ جلسہ سالانہ پر اس قدر اژدہام کو عظیم الشان اژدہام سمجھا جاتا تھا اور کجا یہ وقت ہے (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) کہ لاہور شہر میں ہی ہماری ایک جمعہ کی نماز میں اس کے قریب قریب آدمی جمع ہو جاتے ہیں بلکہ اب تو ہزاروں لوگ مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں۔جیسا کہ مَیں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ ہزاروں لوگ یہاں لندن میں اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کی تائید کا ایک عظیم الشان نشان ہے اور جن جماعتوں کے ساتھ اس کی نصرت ہوتی ہے وہ اس طرح بڑھتی چلی جاتی ہے اور دشمن کی نگاہوں میں پھر کانٹوں کی طرح کھٹکنے بھی لگ جاتی ہیں۔دشمن دشمنی میں بھی بڑھتے ہیں، حسد میں بڑھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر پورا ہوئے بغیر نہیں رہتی اور باوجود دشمنوں کی حاسدانہ نگاہوں کے وہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے اور اسے دنیا میں ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ چیز اپنی ذات میں ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا موجب ہے۔''

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 2)

لیکن ساتھ ہی ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔ہمیں ان مقاصد کی طرف توجہ دلاتی ہے جس کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔

اور پھر یہ دیکھیں کہ برصغیر ہندوستان اور پاکستان میں ہی نہیں آج دنیا کے دو سو سے اوپر ممالک میں جماعت بڑھ رہی ہے اور ترقی کر رہی ہے۔حاسدوں کے حسد کے باوجود بھی اسی طرح بڑھتی چلی جا رہی ہے۔یہ دشمنیاں پہلے تو ہندوستان یا پاکستان میں تھیں۔انڈونیشیا کی دشمنی کا بھی ہم نے ذکر سنا تھا۔

اب دو دن پہلے قرغیزستان میں بھی ہمارے ایک مقامی قرغیز احمدی کو شہید کر دیا گیا۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔انشاء اللہ آج ان کا نماز جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔اسی طرح آج ابھی کچھ دیر پہلے بنگلہ دیش میں جمعہ ہو رہا تھا تو وہاں کے ایک شہر میں جمعہ کے وقت ہماری مسجد میں بھی ایک دھماکہ ہوا۔غالباً خودکش دھماکہ ہی لگتا ہے۔کچھ احمدی زخمی ہوئے ہیں۔بہرحال ابھی مکمل رپورٹ آئے گی۔اللہ تعالیٰ ان زخمیوں کو بھی محفوظ رکھے اور جان لیوا زخم نہ ہوں اور جلد ان سب کو صحت عطا فرمائے۔بہرحال یہ حسد اور مخالفت احمدیت کی ترقی دیکھ کر بڑھتی چلی جا رہی ہے اور دنیا میں پھیلتی چلی جا رہی ہے اور یہ بڑھے گی۔لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ اس نے ہی غالب آنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔جماعت ترقی کر رہی ہے اور انشاء اللہ کرتی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے جو ذو معنی ہے۔ہم اس کے کوئی خاص معنی نہیں کر سکتے اور نہ ہمیں پتا ہے کہ وہ کب اور کس طرح پورا ہو گا اور وہ الہام ہے کہ ''لنگر اٹھا دو''۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس لنگر سے اگر کشتیوں والا لنگر مراد لیا جائے (یعنی کشتی میں جب لنگر ڈالا جاتا ہے پانی میں کھڑا کرنے کے لئے) تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ باہر نکل جاؤ اور خدا تعالیٰ کے پیغام کو ہر جگہ پھیلاؤ۔اور اگر لنگر سے ظاہری لنگر خانہ مراد لیا جائے تو پھر اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آنے والوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب لنگر خانے کا انتظام نہیں کیا جا سکتا۔اس لئے لنگر اٹھا دو اور لوگوں سے کہو کہ وہ اپنی رہائش اور خوراک کا خود انتظام کر لیں۔ان دونوں مفہوم میں سے ہم کسی مفہوم کو بھی متعین نہیں کر سکتے اور نہ وقت متعین کر سکتے ہیں کہ کب ایسا واقعہ ہو گا۔بہرحال جب تک مہمانوں کو ٹھہرانا انسانی طاقت میں ہے اس وقت تک ہمیں یہی ہدایت ہے کہ وَسِّعْ مَكَانَكَ کہ تم اپنے مکان بڑھاتے جاؤ اور مہمانوں کے لئے گنجائش نکالو۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 35 صفحہ 397-398)

پس اس کے لئے کم از کم قادیان میں اور جہاں جہاں دوسری جماعتیں بھی یہ کر سکتی ہیں وہاں رہائش کے لئے عارضی اور مستقل انتظام کرتے رہنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام وَسِّعْ مَكَانَكَ کے تحت قادیان میں اپنی مکانیت میں بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی وسعت پیدا ہو رہی ہے اور نئے نئے گیسٹ ہاؤس اور جگہیں بن گئی ہیں اور مہمانوں کو جس حد تک سہولت ہو سکتی ہے مہیا کی جاتی ہے لیکن بہرحال گھر والی سہولت تو نہیں۔اس لئے مہمانوں کو بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جتنی سہولت دی گئی ہے اس کے اندر رہتے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے جلسے پر آنے کا جو اصل مقصد ہے اس کو پورا کریں اور صرف مہمان نوازی یا رہائش کی سہولتوں کی طرف نہ دیکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور الہام اور خواہش کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواہش ظاہر فرمائی کہ جماعت کے وہ تمام دوست جن کا جلسے پر آنا ممکن ہو وہ جمع ہوا کریں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سننے یا سنانے میں شامل ہوا کریں جو ان دنوں یہاں کیا جاتا ہے۔کہتے ہیں کہ ابھی تک ہمارے ملک میں وسائل سفر اتنے آسان نہیں جتنے کے یورپ میں آسان ہیں اور ہندوستان کے باہر تو کئی ممالک میں ان وسائل میں اَور بھی کمی ہے جیسے کہ افغانستان ہے یا ایران ہے یا ہندوستان کے باہر کے جزائر ہیں۔پھر ابھی تک ہماری جماعت میں ایسے لوگ شامل نہیں جو مالدار ہوں۔(اُس زمانے کا ذکر کر رہے ہیں۔ابھی بھی بہت زیادہ مالدار تو نہیں لیکن بہرحال اچھے صاحب حیثیت لوگ شامل ہوتے جا رہے ہیں۔) جو دور دراز ممالک سے جبکہ ہوائی جہازوں کی آمد و رفت نے سفر کو بہت حد تک آسان کر دیا ہے جلسہ سالانہ کے ایام میں قادیان پہنچ سکیں۔لیکن اگر ایسے لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوں۔(یہ حضرت مصلح موعود اپنے زمانے کا ذکر کر رہے ہیں) تو ان دُور دراز ممالک کے لوگوں کے لئے بھی جہاں ہر قسم کے وسائل سفر آسانی سے میسر آسکتے ہیں یہاں پہنچنا کوئی مشکل نہیں رہتا اور زیادہ سے زیادہ ان کے لئے روپیہ کا سوال رہ جاتا ہے مگر ایسے لوگ ابھی ہماری جماعت میں بہت کم ہیں یا حقیقتاً بالکل نہیں۔

آج جب ہم دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بہت سارے ممالک میں سے لوگ وہاں قادیان پہنچتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کا بیشتر حصہ اس وقت ہندوستان میں ہے (اور اب پاکستان اور ہندوستان ملا کے)

اور اس میں سے بھی زیادہ تر مَردوں کی ایک تعداد ہے جو جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان پہنچ سکتی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ترقی کے شروع ہونے پر سست ہو جاتے ہیں۔(یہ غور کرنے والی اصل چیز ہے۔)اور سمجھتے ہیں کہ اب جماعت بہت ہو گئی۔ایسے لوگوں کو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے لئے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان پہنچنا ممکن ہے اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کا لازمی اثر اس کے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑے گا۔میں نے دیکھا ہے کہ جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان آ جاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے اور گو ان بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں ہوتی مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابّا ہمیں قادیان کی سیر کے لئے لے چلو۔اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنا شروع کر دیتی ہے اور آخر بڑے ہو کر وہ اپنی احمدیت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔پھر بچوں کے ذہن کے لحاظ سے بھی جلسہ سالانہ کا اجتماع ان پر بڑا اثر کرتا ہے۔بچہ ہمیشہ غیر معمولی چیزوں اور ہجوم سے متاثر ہوتا ہے اور جلسہ سالانہ پر آ کر وہ نہ صرف ایک مذہبی مظاہرہ دیکھتا ہے بلکہ اپنی طبیعت کی جدت پسندی کے لحاظ سے بھی تسلی پاتا ہے اور یہ اجتماع اس کے لئے دلچسپ اور یاد رکھنے والا نظارہ بن جاتا ہے۔(اب جو قادیان جا سکتے ہیں، afford کر سکتے ہیں، ان کو تو جانا چاہئے۔لیکن جو اپنے ملکی جلسے ہیں ان میں بھی ضرور شامل ہونا چاہئے)فرمایا کہ غرض جو باپ جلسے پر آتے ہیں وہ اپنی اولاد کے دل میں بھی یہاں آنے کی تحریک پیدا کر دیتے ہیں اور کبھی نہ کبھی ان کے بچے کا اصرار بچے کو جلسہ سالانہ پر لانے کا محرک ہو جاتا ہے جس کے بعد دوسرا قدم وہ اٹھتا ہے جس کا میں نے ذکر کیا۔پس ان ایام میں قادیان آنا کسی ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کر دینا جسے توڑا جا سکتا ہو یا جس کا علاج کیا جا سکتا ہو صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم ہے۔(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو حکم ہے کہ جلسے پر آؤ۔وہ صرف اس کی نافرمانی نہیں کر رہے بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم کر رہے ہوں گے۔ہندوستان کے احمدیوں کو خاص طور پر کوشش کر کے قادیان آنا چاہئے۔آپ نے فرمایا کہ)حقیقت تو یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ہماری جماعت میں ابھی مالدار لوگ داخل نہیں ہوئے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی سے جانے کے لئے جو وسائل سفر ہیں وہ اتنا خرچ چاہتے ہیں کہ بیرونی ممالک کے احمدیوں کے لئے ان ایام میں قادیان پہنچنا مشکل ہے۔لیکن اگر کسی زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مالدار ہماری جماعت میں شامل ہو جائیں یا سفر کے جو اخراجات ہیں ان میں کچھ کمی ہو جائے اور ہر قسم کی سہولت لوگوں کو میسر آ جائے تو دنیا کے ہر گوشے سے لوگ اس موقع پر آئیں گے۔‘‘

آج سے ساٹھ سال پہلے بڑا مشکل لگ رہا تھا کہ دنیا کے غیر ممالک سے لوگ قادیان نہیں آ سکتے لیکن آج جب ہم اس حوالے سے دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہے۔

بہرحال آپ کہتے ہیں کہ’’اگر کسی وقت امریکہ میں ہماری جماعت کے مالدار لوگ ہوں اور وہ آمد و رفت کے لئے روپیہ خرچ کر سکیں تو حج کے علاوہ ان کے لئے یہ امر بھی ضروری ہو گا کہ وہ اپنی عمر میں ایک دو دفعہ قادیان بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر آئیں۔‘‘

(یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ احمدی حج پر نہیں جاتے۔اس کی جگہ قادیان چلے جاتے ہیں۔تو حج کے علاوہ، حج پر جائیں جو جا سکتے ہیں، اس کے علاوہ قادیان جانے کی کوشش کریں)’’کیونکہ قادیان میں علمی برکات میسر آتی ہیں اور مرکز کے فیوض سے لوگ بہرہ ور ہوتے ہیں۔‘‘(باوجود اس کے کہ اب وہاں خلافت نہیں ہے لیکن پھر بھی وہاں اس کی ایک روحانی حیثیت ہے جو وہاں جائیں تو جا کے احساس ہوتا ہے۔)

آپ فرماتے ہیں کہ’’مَیں تو یہ یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن آنے والا ہے جبکہ دور دراز ممالک کے لوگ یہاں آئیں گے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رؤیا ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ ہوا میں تیر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور مَیں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔(یہ آپ نے خواب دیکھی۔)اس رؤیا کے ماتحت مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جس طرح قادیان کے جلسے پر کبھی یکّے سڑکوں کو گھسا دیتے تھے اور پھر موٹریں چل چل کر سڑکوں میں گڑھے ڈال دیتی تھیں اور اب ریل سواریوں کو کھینچ کھینچ کر قادیان لاتی ہے۔اسی طرح کسی زمانے میں جلسہ کے ایام میں تھوڑے تھوڑے وقفے پر یہ خبریں بھی ملا کریں گی کہ ابھی ابھی فلاں ملک سے اتنے ہوائی جہاز آئے ہیں۔یہ باتیں دنیا کی نظروں میں عجیب ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر میں عجیب نہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ نظارے ہم کثرت سے دیکھ رہے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا دنیا کے بیس پچیس ممالک کے لوگ اس وقت ہوائی جہاز کے ذریعہ سے ہی وہاں قادیان جلسے پر گئے ہوئے ہیں اور بعض ایسے ملکوں کے مقامی لوگ ہیں جن کا کبھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ وہاں پہنچیں گے۔اور یہ بھی بعید نہیں کہ کسی وقت چارٹرڈ فلائٹس چلا کریں اور قادیان کے جلسے میں لوگ شامل ہوا کریں۔آپ فرماتے ہیں کہ’’خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنے دین کے لئے مکّہ اور مدینہ کے بعد قادیان کو مرکز بنانا چاہتا ہے۔مکّہ اور مدینہ وہ دو مقامات ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تعلق ہے۔آپ اسلام کے بانی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آقا اور استاد ہیں۔اس لحاظ سے ان دونوں مقامات کو قادیان پر فضیلت حاصل ہے لیکن مکہ اور مدینہ کے بعد جس مقام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کا مرکز قرار دیا ہے وہ وہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور جو اس وقت تبلیغ دین کا واحد مرکز ہے۔مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل مکّہ اور مدینہ جو کسی وقت بابرکت مقام ہونے کے علاوہ تبلیغی مرکز بھی تھے آج وہاں کے باشندے اس فرض کو بھلائے ہوئے ہیں لیکن یہ حالت ہمیشہ نہیں رہے گی۔(انشاء اللہ۔)مجھے یقین ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ان علاقوں میں(یعنی عرب ملکوں میں)احمدیت کو قائم کرے گا تو پھر یہ مقدس مقامات(مکہ اور مدینہ بھی)اپنی اصل شان و شوکت کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 18 صفحہ 615 تا 618۔خطبہ جمعہ فرمودہ 10ردسمبر 1937ء)

ایک نصیحت ہے جو جلسہ پر شامل ہونے والوں کے لئے بڑی قابل غور ہے۔قادیان میں لوگ بیٹھے سن رہے ہیں اور باقی جگہوں پر بھی سن رہے ہیں۔آپ(مصلح موعود)فرما رہے ہیں خدا تعالیٰ کے اس شکر کے بعد میں ان تمام دوستوں کو جو یہاں جمع ہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ہر اس چیز کے ساتھ جو خوشی کا موجب ہوتی ہے تکلیف بھی ہوتی ہے اور جہاں پھول پائے جاتے ہیں وہاں خار بھی ہوتے ہیں۔(کانٹے بھی ہوتے ہیں۔)اس طرح ترقی کے ساتھ حسد اور بغض اور اقبال کے ساتھ زوال لگا ہوا ہے۔غرض ہر چیز جو اچھی اور اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اس کے حاصل کرنے کے راستے میں کچھ مخالف طاقتیں بھی ہوا کرتی ہیں۔(جیسا کہ پہلے بھی مَیں ذکر کر چکا ہوں۔)اور اصل بات یہ ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک اس بات کا مستحق ہی نہیں کہ اسے کامیابی حاصل ہو جب تک وہ مصائب اور تکالیف کو برداشت نہ کرے۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کو بھی کچھ نہ کچھ تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں۔کبھی تو ان پر ایسے ایسے ابتلاء آتے ہیں کہ کمزور اور کچے ایمانوں والے لوگ مرتد ہو جاتے ہیں اور کبھی چھوٹی چھوٹی تکالیف پیش آتی ہیں مگر بعض کمزور ایمان والے ان سے بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے(پہلے بھی ایک دفعہ مَیں اس بات کا ذکر کر چکا ہوں۔)قادیان میں ایک دفعہ پشاور سے ایک مہمان آیا۔اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھتے تھے اور مہمان آپ سے ملتے تھے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ نبیوں سے ان کے متبعین کو خاص محبت اور اخلاص ہوتا ہے اور انہیں نبی کو دیکھ کر اور کچھ نظر ہی نہیں آتا اور وہ کسی اور بات کی پرواہ نہیں کرتے۔جیسا کہ ہمارے مفتی محمد صادق صاحب کی ایک روایت ہے کہ جلسہ کے ایام میں ایک دفعہ جب حضرت صاحب باہر نکلے تو آپ کے گرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ہجوم اکٹھا ہو گیا۔اس ہجوم میں ایک شخص نے حضرت صاحب سے مصافحہ کیا اور وہاں سے باہر نکل کے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ تم نے مصافحہ کیا ہے یا نہیں؟(جو کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے)اتنی بھیڑ میں کہاں جگہ مل سکتی ہے۔اس نے کہا جس طرح ہو سکے مصافحہ کرو خواہ تمہارے بدن کی ہڈی ہڈی کیوں نہ جدا ہو جائے۔یہ موقعے روز روز نہیں ملا کرتے۔چنانچہ وہ گیا اور مصافحہ کر آیا۔غرض نبی کو دیکھ کر انسان کے دل میں ایک خاص قسم کا جوش موجزن ہوتا ہے اور وہ جوش اتنا وسیع ہوتا ہے کہ نبی کے خدمتگاروں کو دیکھ کر بھی ابل پڑتا ہے۔فرماتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود نماز کے بعد مسجد میں بیٹھتے تو لوگ آپ کے قریب بیٹھنے کے لئے دوڑتے گو اس وقت تھوڑے ہی لوگ ہوتے تھے تاہم ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میں سب سے قریب بیٹھوں۔ایک شخص کے مقدر میں چونکہ ابتلاء تھا اس لئے اسے خیال نہ آیا کہ میں کس شخص کی مجلس میں آیا ہوں۔یہ دوست پشاور سے آیا ہوا تھا۔اس نے سنتیں پڑھنی شروع کر دیں اور اتنی لمبی کر دیں کہ پہلے تو کچھ عرصہ لوگ اس کا انتظار کرتے رہے مگر جب انتظار کرنے والوں نے دیکھا کہ دوسرے لوگ ہم سے آگے بڑھتے جاتے ہیں اور قریب کی جگہ حاصل کر رہے ہیں تو وہ بھی جلدی سے آگے بڑھ کر حضرت صاحب کے پاس جا بیٹھے مگر ان کے جلدی کے ساتھ گزرنے سے کسی کی کہنی اُسے لگی جو سنتیں پڑھ رہا تھا۔اس پر وہ سخت ناراض ہو کر کہنے لگا کہ اچھا نبی اور مسیح موعود ہے کہ اس کی مجلس کے لوگ نماز پڑھنے والوں کو ٹھوکریں مارتے ہیں۔وہ اتنی بات پر مرتد ہو کر وہاں سے چلا گیا۔گویا جو چیز ایمان کی ترقی کا باعث ہے اور ہو سکتی ہے وہ اس کے لئے ٹھوکر کا موجب بن گئی اور اس کی مثال اس جماعت کی سی ہو گئی جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب روشنی آئے تو ان کا نور جاتا رہتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 545-544۔خطبہ جمعہ فرمودہ 26ردسمبر 1919ء)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ قادیان آنے والوں کو مَیں نصیحت کرتا ہوں، جلسے پر آنے والوں کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ کثرت ہجوم اور کام کرنے والوں کی قلّت کی وجہ سے اگر آپ کو کوئی تکلیفیں پہنچیں تو پریشان نہ ہو جائیں، ٹھوکر نہ کھا جائیں۔اس نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔چاہے یہاں جلسہ ہو یا کہیں اور ہو رہے ہوں۔

بہرحال مہمان نوازی کرنے والے اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہر طرح مہمان نوازی کی جائے لیکن پھر بھی کمیاں رہ جاتی ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آج بھی قادیان آنے والے یا کہیں بھی جلسے پر جانے والے یاد رکھیں کہ انتظامی لحاظ سے بعض تکلیفیں اگر پہنچیں تو خوشی سے برداشت کر لیں اور اس کو اپنے ایمان کی ٹھوکر کا باعث نہ بنائیں۔اللہ تعالیٰ قادیان کے جلسہ کے بھی اور باقی جلسوں کے بھی یہ تمام دن اپنے فضلوں اور برکتوں سے گزارے اور ان کا اختتام فرمائے اور ہر جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کو سمیٹنے والا ہو اور سب شاملین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں اور خود بھی ان دنوں میں بہت دعائیں کریں۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ روس میں قرغیزستان میں جو پہلے روس کی ریاست تھی وہاں ایک ہمارے احمدی کو شہید کر دیا گیا ہے جن کا نام یونس عبدل جلیلوف ہے۔22ردسمبر کو 8:50 منٹ پر قرغیزستان کے مغرب میں واقع گاؤں ہے کاشغر کِشتاک یہاں دو افراد نے فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں موصوف شہید ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔اپنے گھر کے باہر یونس صاحب ایک ہمسائے کے ساتھ کھڑے تھے کہ دو افراد کار میں آئے اور انہوں نے یونس صاحب پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔بارہ گولیاں چلائیں جن میں سے سات گولیاں یونس صاحب کے جسم سے آر پار ہو گئیں۔دو گولیاں جسم میں رہ گئیں۔حملہ آوروں نے یونس صاحب کے ساتھ کھڑے ان کے ہمسائے پر فائرنگ نہیں کی۔صرف

باقی خطبہ جمعہ صفحہ نمبر 21 پر ملاحظہ فرمائیں

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جاپان، نومبر 2015

❁ لوگوں کو احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کا حکم ہے۔ یہ تزکیۂ نفس کے لئے ضروری ہے۔ ❁ عبادتوں، نمازوں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہونی چاہئے۔ عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی تو اس کے نتیجہ میں مالی قربانیوں کی طرف خود بخود توجّہ پیدا ہوگی۔ ❁ وصیّت کرنے والوں کا معیار بہت زیادہ بلند ہونا چاہئے۔ یہ معیار بلند رہیں گے تو خلافت کا انعام عطا ہوتا رہے گا۔ ❁ موصیوں کے روحانی معیار بلند کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات بتائے جائیں۔ یہ سلسلہ باقاعدہ ایک انتظام کے تحت مسلسل جاری رہنا چاہئے۔ ❁ ہر خطبہ کے بعد ایک سوالنامہ نکال کر اس کے Points بنائیں کہ اس خطبہ میں یہ یہ مضامین اور امور بیان ہوئے ہیں۔ اس کو نکال لیں اور جماعتوں کو بھجوائیں۔ یہ صدر/مبلغ انچارج کا بھی کام ہے۔ ❁ تبلیغ کے میدان تب کھلتے ہیں جب آپ کے اپنے نمونے ٹھیک ہوں گے۔ ❁ گھروں میں نظام جماعت پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ ❁ نوجوانوں کو اپنے ساتھ کام میں شامل کریں۔ جو خدّام پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کو اپنے ساتھ کام میں لگائیں۔ ❁ آپ میں سے ہر ایک اپنا حق چھوڑے اور دوسرے کا حق دے تو اسی سے آپ کے آپس کے جھگڑے اور ناراضگیاں ختم ہوں گی۔ ❁ خدام میں یہ روح پیدا کریں کہ وہ یہ نہ دیکھیں کہ بڑے کیا کر رہے ہیں بلکہ وہ یہ سوچیں کہ ہم احمدی ہیں اور ہم نے احمدیت کو سچّا سمجھ کر ماننا ہے۔ ❁ مجلس عاملہ کے ممبران اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ وہ کہاں تک عاجز بنے ہیں اور ان میں کس حد تک برداشت کا مادہ پیدا ہوا ہے۔ ❁ آئندہ نسل کی تربیت بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ اس پر سوچیں اور غور کریں کہ نوجوان نسل کے لڑکوں اور لڑکیوں کو کس طرح سنبھالنا ہے۔ ❁ تربیت کا ایک بہت بڑا ذریعہ MTA بھی ہے۔ MTA سے مستقل تعلق جوڑنا چاہئے۔ ❁ عاملہ کے ممبران کو سب سے زیادہ استغفار کرتے رہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ان کی صحیح رہنمائی فرمائے اور سابقہ غلطیوں سے کو معاف فرمائے اور آئندہ غلطیوں سے بچائے۔

(نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کے ساتھ میٹنگ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت اہم ہدایات)

❁ آپ نے خود کو دنیا میں امن کے قیام اور محبت کے پیغام کی اشاعت کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ ❁ میرا یہ خواب ہے کہ کاش حضور جاپان منتقل ہو جائیں اور یہاں سے ایک زبردست آواز کی صورت میں دنیا کو امن و محبت اور مفاہمت کا پیغام عطا فرمائیں۔ ❁ ایک انسان دوسرے انسان کے اس قدر قریب آسکتا ہے اور دوسرے کے جذبات کو اس قدر آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس کا اندازہ مجھے ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات سے ہوا۔ **(ٹوکیو کے ہلٹن ہوٹل میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں مہمانوں کے ایڈریسز)**

❁ آپ وہ لوگ ہیں جو نیوکلیئر جنگ کی فقید المثال تباہی پر گواہی دے سکتے ہیں۔ اس لئے جاپان سے زیادہ امن اور تحفظ کی اہمیت کوئی اور ملک نہیں سمجھ سکتا۔ پس اپنے ماضی کے تجربہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے جاپان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ ❁ جہاں تک ہمارا یعنی جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعلق ہے تو جہاں کہیں بھی دنیا میں ظلم ہو رہا ہو ہم نے ہمیشہ اس ظلم وستم کی علی الاعلان مذمت کی ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھائیں۔

بگڑتے ہوئے عالمی حالات کا تجزیہ اور قیامِ امن کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات کا مختصر مگر نہایت جامع اور دلنشیں بیان

ٹوکیو میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب

مہمانوں کے سوالات کے جوابات۔ جاپان کے قومی اخبار ASAHI کی جرنلسٹ کا حضور انور ایدہ اللہ سے انٹرویو۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ پھولوں کی آرائش کا تحفہ

❁ مَیں بدھسٹ ہوں لیکن حضور کی باتیں سن کر ہماری آنکھوں میں آنسو آگئے ہیں۔ ❁ آپ کا خطاب اور جاپانی قوم کو کی جانے والی نصائح غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔ ❁ خلیفۃ المسیح نے جو بھی بیان کیا وہ قرآن کریم کے حوالہ جات کے مطابق بیان کیا اور بتایا کہ یہ اصل اسلام ہے۔ ❁ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ❁ خلیفہ کی لوگوں کے لئے ہمدردی اور پیار قابل ستائش ہے۔ **(ٹوکیو میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)**

علم فلکیات کے پی ایچ ڈی کے ایک سٹوڈنٹ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات اور اس کے استفسارات کے جوابات

دورۂ جاپان کی پریس اور میڈیا میں کوریج۔ جاپانیوں کی مسجد بیت الاحد میں دلچسپی۔ ٹوکیو (جاپان) سے روانگی اور لندن (برطانیہ) میں ورود مسعود

--------------------{ رپورٹ: عبد الماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن }--------------------

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی 22، 23، 24 نومبر 2015 کی مصروفیات

22؍نومبر 2015 (بروز اتوار)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے ’’مسجد بیت الاحد‘‘ تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دس بجکر 45 منٹ پر اپنے رہائشی حصہ سے باہر تشریف لائے اور ’’مسجد بیت الاحد‘‘ کے لئے روانگی ہوئی۔

سوا گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الاحد تشریف آوری ہوئی۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کے ساتھ میٹنگ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی۔

☆ حضور انور نے جنرل سیکرٹری صاحب سے جماعتوں کی تعداد اور تجنید کے حوالہ سے دریافت فرمایا جس پر جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ہماری دو جماعتیں ہیں ناگویا اور ٹوکیو اور کُل تجنید 189 ہے۔ دونوں جماعتوں کے صدران ہیں اور ان کی اپنی اپنی عاملہ بھی ہے۔

☆ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل سیکرٹری مال سے چندہ دہندگان کی تعداد اور کمانے والے افراد کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر سیکرٹری مال نے بتایا کہ چندہ دہندگان کی تعداد 72 ہے جبکہ کمانے والے افراد قریباً پچاس ہیں۔

اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس معین ڈیٹا ہونا چاہئے۔ قریباً کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ معین تعداد بتانی چاہئے۔ اب تو کمپیوٹر سسٹم ہے۔ آپ اپنا نام وائز مکمل ڈیٹا فِیڈ کر سکتے ہیں کہ کمانے والے کتنے ہیں۔ ان میں سے چندہ دینے والے کتنے ہیں، کتنے موصی ہیں اور کتنے غیر موصی ہیں۔ موصی خواتین کی تعداد کیا ہے۔ وصیت کرنے والے طلباء کی تعداد کیا ہے۔ پھر شرح کے ساتھ چندہ دینے والوں کی تعداد کیا ہے اور غیر شرح سے دینے والوں کی تعداد کیا ہے۔ یہ سارا ریکارڈ آپ کے پاس ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ افراد جماعت کو بتانا چاہئے کہ چندہ کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ اگر آپ پوری شرح کے ساتھ نہیں دے سکتے تو کم شرح پر چندہ دینے کی باقاعدہ اجازت لیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ لوگوں کو احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کا حکم ہے۔ یہ تزکیۂ نفس کے لئے ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مَیں تمہیں عطا کرتا ہوں اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ تو یہ چندہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس یہ ریکارڈ بھی ہونا چاہئے کہ چندہ عام دینے والے کتنے ہیں اور چندہ وصیت دینے والے کتنے ہیں۔ پھر یہ کہ چندہ عام کتنا آتا

ہے۔اس کا کیا بجٹ ہے۔اور چندہ وصیت کتنا آتا ہے۔ اس کا علیحدہ حساب رکھنا چاہئے۔

☆ نیشنل سیکرٹری تربیت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اگر تربیتی نظام صحیح کام کر رہا ہو اور صحیح تربیت ہو رہی ہو تو پھر ہر فرد کو اپنے ایمان میں اور اپنے اعتقاد میں بڑھنا چاہئے۔ عبادتوں، نمازوں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہونی چاہئے۔ عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوگی تو اس کے نتیجہ میں مالی قربانیوں کی طرف خود بخود توجّہ پیدا ہوگی۔ اسی ترتیب سے خدا تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ عبادت کو پہلے رکھا ہے اور مالی قربانی کو بعد میں رکھا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر عبادت کی طرف توجہ ہوگی تو پھر مالی قربانی کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ اس طرح آپ کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں جب بھی یہاں آتا ہوں۔ آپ کو بتا کر، سمجھا کر جاتا ہوں۔ جانے کے ایک ماہ بعد آپ بھول جاتے ہیں اور وہی مسائل دوبارہ پیدا ہوجاتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف شکوے، شکایتیں شروع ہو جاتی ہیں۔

☆ نیشنل سیکرٹری تبلیغ کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ تبلیغ کریں گے تو لوگ سنیں گے کہ آپ کا پیغام بہت اچھا ہے۔ لیکن جب اندر آ کر آپ کے عمل کو دیکھیں گے تو کیا کہیں گے کہ آپ کا نمونہ صحیح نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلے بھی کئی لوگ آئے، جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر آپ کے نمونے کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور بعض چھوڑ گئے۔ اب بھی جو قائم ہیں ان کو بھی آپ لوگوں سے شکوے ہیں کہ آپ کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ پس ضروری ہے کہ اپنے اچھے عملی نمونے دکھائیں اور آپ کا قول و فعل ایک ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب دنیا کی آپ پر نظر ہے۔ گزشتہ دنوں مَیں ہالینڈ کے دورہ پر تھا۔ وہاں ملنے والے مہمانوں میں سے ایک نے بتایا کہ آپ کی تعلیم بہت اچھی ہے۔ آپ کی باتیں ہمارے دل کو لگی ہیں۔ ہم پر اثر کیا ہے۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ احمدی اس پر کس طرح عمل کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کل شام کی تقریب میں ایک ڈاکٹر آئے تھے۔ کہنے لگے کہ آپ کا پیغام بہت اچھا ہے۔ اس کے ماننے میں کسی شنٹو کے پیروکار، عیسائی اور بدھسٹ یا کسی اَور مذہب کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ لیکن جب وہ نمونے دیکھیں گے تو پھر وہ اعتراض کریں گے۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ شعبہ تربیت کو بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ سیکرٹری تربیت خود، صدر جماعت، مبلغ انچارج اور عاملہ کے ممبران اور پھر افراد جماعت سب کو اپنے نمونے دکھانے ہوں گے۔ اپنے معیار بہتر کرنے ہوں گے تو اس طرح چندہ کا معیار بہتر ہوگا۔ بتانا پڑے گا کہ چندہ خدا کے حکموں میں سے ایک حکم ہے اور یہ کوئی ٹیکس نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ وصیّت کے معیار کو بہتر کرنا ہے۔ یہ کوئی معمولی نظام نہیں ہے، رسالہ ''الوصیّت'' کو پڑھیں۔ وصیّت کے نظام کو خلافت کے نظام کے ساتھ جوڑا ہے، خلافت کا انعام عطا ہونے کی شرائط کیا ہیں؟ یہی ہیں کہ اپنے ایمان کے اعلیٰ معیار پر ہوں گے، عمل صالح بجالانے والے ہوں گے اور عبادتوں کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوں گے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وصیّت کرنے والوں کا معیار بہت زیادہ بلند ہونا چاہئے۔ یہ معیار بلند رہیں گے تو خلافت کا انعام عطا ہوتا رہے گا۔

☆ حضور انور نے سیکرٹری وصایا سے موصیان کی تعداد کے حوالہ سے رپورٹ طلب فرمائی۔ سیکرٹری وصایا نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ موصیان کی کُل تعداد 46 ہے۔ مرد حضرات 27 ہیں اور باقی 19 خواتین ہیں جو اپنے جیب خرچ پر چندہ ادا کرتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کمانے والوں میں سے نصف تعداد ہونی چاہئے۔ مَیں نے نصف کا جو ٹارگٹ دیا تھا وہ کمانے والوں میں سے نصف افراد کا دیا تھا۔ اگر آپ کے 72 کمانے والے ہیں تو ٹارگٹ کے مطابق کم از کم 36 افراد موصی ہونے چاہئیں تھے۔ ابھی 27 ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی نو (9) کی کمی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ موصی کے تقویٰ کا معیار بہتر ہوتا ہے اس لئے اس کا چندہ بھی بہتر ہوتا ہے۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر موصی اور غیر موصی ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہوں تو موصی کی آمد زیادہ ظاہر ہو رہی ہوتی ہے اور دوسرے کی کم ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ پس آپ کے تربیت کے معیار بہتر ہوں گے تو چندہ کا معیار بھی بہتر ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ صرف وصیت کروا دینا کافی نہیں ہے۔ وصیت کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے، اقتباسات اور خلفاء کے حوالے ارشادات ایک سرکلر کی صورت میں موصیان کو بھجواتے رہا کریں۔ مختلف وقفوں سے یہ سرکلرز جاتے رہنے چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے نیشنل سیکرٹری وصایا کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کو جماعتی عہدیداران اور عاملہ کی طرف سے تعاون نہیں ملتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تھک کر بیٹھ جائیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تھک کر بیٹھ جاؤ۔ خدا تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تمہارا کام نصیحت کرنا ہے اور نصیحت کرتے چلے جانا ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ مستقل کام کرتے چلے جائیں۔ اگر آپ کے کام کے نتائج اس دنیا میں اچھے نہیں نکلتے لیکن نیّتوں میں درد ہے کہ جماعت ترقی کرے، آگے بڑھے تو خدا کے ہاں اس کا وزن ہے۔ آپ کو خدا کے ہاں اس کا اجر مل جائے گا۔ پس اپنا کام کئے جائیں۔ اطاعت کا ثواب مل رہا ہے۔ نیّت کا ثواب مل رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ صرف وصیت کروانا اور پیسے اکٹھے کرنا تو کام نہیں ہے۔ موصیوں کے روحانی معیار بلند کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے ارشادات بتائے جائیں۔ یہ سلسلہ باقاعدہ ایک انتظام کے تحت مسلسل جاری رہنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پیغامی جب علیحدہ ہوئے تو وصیت کا نظام ان میں ختم ہو گیا۔ اب وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب شائع کرتے ہیں، رسالہ الوصیت بھی شائع کرتے ہیں لیکن اب اس پر کس طرح عمل کریں گے۔ ان کے پاس نہ وصیّت کا نظام ہے اور نہ خلافت کا نظام ہے۔ اب اس تعلیم پر تو وہ عمل نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ نے صرف پیسے اکٹھے نہیں کرنے بلکہ موصیان کے روحانی معیار کو بھی بلند کرنا ہے۔

حضور انور نے سیکرٹری وصایا کو فرمایا کہ آپ مجھے جو خطوط لکھتے ہیں اس میں یہ بھی لکھا کریں کہ مَیں نے وصیّت کے بارہ میں یہ کام کیا ہے۔ آپ کے نزدیک جو اچھے نتائج نکلے ہیں، وہ مجھے بتائیں کہ کیا نتائج نکلے ہیں تا کہ مجھے بھی خوشی ہو کہ اچھا کام ہو رہا ہے اور اچھے نتائج نکل رہے ہیں۔

سیکرٹری وصایا نے بتایا کہ موصیوں کی تعداد میں گزشتہ سالوں میں چار کا اضافہ ہوا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو چار کا اضافہ ہوا ہے، یہ بات بھی دیکھنے والی ہے کہ موصیان کی روحانیت میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ ان کے دینی معیار اور اخلاص میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ ان کی نمازوں کی حاضری میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ سب باتیں بھی دیکھنے والی ہیں۔ اس کا بھی جائزہ لیتے رہا کریں۔

☆ MTA پر نشر ہونے والے خطبہ جمعہ کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ یہاں جاپان میں رات 10 تا 11 بجے خطبہ جمعہ Live آتا ہے۔ تو اس وقت سب سُن لیا کریں۔ پھر ہر خطبہ کے بعد ایک سوالنامہ نکال کر اس کے Points بنائیں کہ اس خطبہ میں یہ یہ مضامین اور امور بیان ہوئے ہیں۔ اس کو نکال لیں اور جماعتوں کو بھجوائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ صدر/مبلغ انچارج کا بھی کام ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے ملاقاتوں کے دوران یہاں جائزہ لیا ہے۔ ناگویا (Nagoya) میں مہینے میں ایک آدھ خطبہ سنتے ہیں۔ ہم MTA پر کئی ملینز ڈالرز خرچ کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے MTA کے ذریعہ تبلیغ کا میدان کھلا ہے اور لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ لیکن یہاں جماعت کی تربیت نہیں ہو رہی تو پھر آپ اس سے کیا فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ اس طرف آپ کو توجہ کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سب سے اہم اور ضروری بات آپ لوگوں کے اپنے نمونے ہیں۔ تبلیغ کے میدان تب کھلتے ہیں جب آپ کے اپنے نمونے ٹھیک ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب یہاں مسجد کی تعمیر ہوئی ہے۔ دورانِ تعمیر کئی مسائل اٹھتے رہے ہیں۔ کچھ صحیح ہوں گے اور کچھ بدظنّیوں پر مشتمل ہوں گے۔ آپ نے لکھ دیا، رپورٹ بھجوا دی۔ اس کے بعد آپ بری الذمّہ ہو گئے۔ اگر لکھنے اور رپورٹ بھجوانے کے بعد آپ نے اچھا نمونہ نہ دکھایا، اطاعت کا مظاہرہ نہ کیا تو آپ اطاعت سے باہر ہو گئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سب کو اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنا ہوگا کہ ہم جو عہدیدار ہیں خدمت کے لئے ہیں اور ہمدردی رکھنے کے لئے ہیں۔ اگر کسی کو احساس پیدا ہو جائے کہ آپ اُس کے ہمدرد ہیں تو کوئی پاگل تو نہیں ہے کہ وہ کہے مَیں آپ کی بات نہیں مانتا۔ اگر آپ ہمدرد نہیں، آپ کے اندر رحم کے جذبات نہیں تو پھر دوسروں سے آپ کیا توقع رکھیں گے۔ اس کے لئے صدر جماعت/مشنری انچارج کی سب سے بڑی ذمّہ داری ہے۔ پھر عاملہ کے تمام ممبران اور تمام جماعتی عہدیداران کی ذمّہ داری ہے۔

☆ صدر مجلس انصار اللہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انصار کی تعداد 34 ہے۔ بعض انصار رابطے میں کمزور ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو پیچھے ہیں ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ ایسے لوگوں سے ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ان کو قریب لانے کی کوشش کی جائے۔ اگر پیچھے ہٹنے والے کا کسی عہدیدار سے تعلق ہے تو وہ یا جس سے تعلق ہے وہ رابطہ رکھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گھروں میں نظام جماعت کا احساس پیدا ہو جائے تو تربیت کے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں نظام جماعت پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تربیت کے شعبہ کو بہت فعّال ہونے کی ضرورت ہے۔ تربیت کا شعبہ فعّال ہوگا تو وصیّت بڑھے گی اور جب موصیوں کی تعداد بڑھے گی تو پھر آمد بھی بڑھے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے جرمنی والوں کو ہدایت دی تھی کہ جو لوگ ایسی جگہوں پر کام کرتے ہیں جہاں سؤر، شراب وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے تو ایسے لوگوں سے چندہ نہیں لینا۔ اگر کام کرنے کی کوئی اضطراری کیفیت ہے تو وہ ان کام کرنے والوں کی ہے، جماعت کی نہیں ہے۔ چنانچہ جماعت نے ایسے لوگوں سے چندہ نہیں لیا۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح جب ان لوگوں سے چندہ نہیں لیں گے تو بجٹ پر اثر پڑے گا اور آمد کم ہوگی۔ لیکن ان کا خیال غلط نکلا۔ بجائے آمد کم ہونے کے دو لاکھ یورو زیادہ آمد ہوئی۔

ٹوکیو میں جماعت نے 1991ء میں ایک قطعہ زمین خریدا تھا۔ اس قطعہ زمین کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا اور فرمایا کہ اس قطعہ زمین کی خرید کے حوالہ سے جو طریق کار تھا وہ صحیح نہیں تھا۔ کسی بھی جائداد کی خرید کے حوالہ سے مختلف امور اور پہلو مدّنظر رکھے جاتے ہیں لیکن یہاں وہ مدّنظر نہیں رکھے گئے۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ابھی اس جگہ کو رکھیں۔ فروخت نہیں کرنا۔ حضور انور نے صدر صاحب ٹوکیو کو ہدایت فرمائی کہ وہ زمین کا جائزہ لیں کہ فی الحال اس کا کیا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ناگویا کے پہلے مشن ہاؤس کے حوالہ سے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض انتظامی ہدایات دیں۔

☆ نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ جماعتی پروگراموں کے علاوہ ڈاکومنٹری پروگرام بھی بنائیں اور نوجوانوں کو اپنے ساتھ کام میں شامل کریں۔ جو خدّام پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کو اپنے ساتھ کام میں لگائیں۔ ان کو اپنے قریب لائیں۔ ان کے دلوں میں جو شکوے ہیں دُور ہو جائیں گے۔ ایک آپ ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں گے دوسرے ان کی تربیت بھی ہو جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے یہاں کئی خوبصورت جگہیں ہیں۔ پہاڑ Fuji ہے۔ بڑی جھیلیں ہیں، خوبصورت علاقے ہیں۔ ان کی ڈاکومنٹری بنائیں۔ اگر آپ جاپانی زبان میں تیار کریں تو اس کو اردو، انگریزی میں ڈَب (Dub) کیا جا سکتا ہے۔ MTA پر دکھائی جائے گی اور پروڈیوسر، کیمرہ مین اور دوسرے کام کرنے والے خدام کے نام آئیں گے تو ان کا حوصلہ بڑھے گا اور کام کرنے کا مزید شوق پیدا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے اپنے خطبہ جمعہ میں نصائح کی ہیں۔ ان پر عمل کریں۔ اپنے دلوں کے کینے اور بغض دُور کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ اپنی رنجشوں کو دُور کریں اور آپس میں پیار و محبت کا سلوک رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سلامتی لینے کے لئے سلامتی دینی پڑتی ہے۔ کل ایک جاپانی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ سلامتی کس طرح بڑھے گی۔ تو مَیں نے اس کو یہی جواب دیا تھا کہ حقوق لینے کی نہیں، حقوق دینے کی بات ہوگی اور دوسروں کے حقوق دو گے تو پیار و محبت اور بھائی چارہ کی فضا قائم ہوگی اور اس سے سلامتی بڑھے گی۔

پس آپ میں سے ہر ایک اپنا حق چھوڑے اور دوسرے کا حق دے تو اسی سے آپ کے آپس کے جھگڑے اور ناراضگیاں ختم ہوں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب یہ صحابی ایک شخص سے گھوڑا خریدنے کے لئے گئے تو اُس شخص نے گھوڑے کی جو قیمت بتائی وہ کم تھی۔ اس پر اس صحابی نے کہا کہ اس گھوڑے کی قیمت تو بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ گفت و شنید کے بعد اس صحابی نے اس گھوڑے کو زیادہ قیمت دے کر خریدا جبکہ گھوڑے کا مالک کم قیمت لینا چاہتا تھا۔ اس پر جب صحابیؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے زیادہ قیمت کیوں ادا کی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی ہوئی ہے کہ مَیں ہر مسلمان کی خیر خواہی چاہتا رہوں گا۔

حضور انور نے فرمایا: پس جب ہر ایک اپنا حق چھوڑے گا اور دوسرے کا حق ادا کرے گا اور اپنی ذمّہ

داری کا احساس کرے گا تو آپ کی پچاس فیصدی اصلاح ہوجائے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سب سچائی پر قائم ہونے کی کوشش کریں۔ نوجوانوں کو شکوے ہیں کہ سچائی کی کمی ہے۔ ہر ایک اپنے مفاد کے لئے بات کو گول مول کر کے پیش کرتا ہے۔ اپنی غلطی ہے تو اقرار کریں اور اپنی غلطی مان لیں۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنے خدام میں یہ روح پیدا کریں کہ وہ یہ نہ دیکھیں کہ بڑے کیا کررہے ہیں بلکہ وہ یہ سوچیں کہ ہم احمدی ہیں اور ہم نے احمدیت کو سچّا سمجھ کر مانا ہے۔ اگر کہیں کمزوریاں ہیں تو وہ ہم نے دُور کرنی ہیں اور جماعت سے پختہ تعلق پیدا کرنا ہے۔ اگر آپ کوئی کمی دیکھتے ہیں تو اپنے اندر سچائی کے معیار بلند کرکے اس کمی کو دُور کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نصیحت کرنے کا حکم دیا ہے اور نصیحت برداشت سے ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑی سخت طبیعت کے لوگ بھی آتے تھے۔ آپؐ انہیں صبر، برداشت اور مستقل مزاجی کے ساتھ نصیحت فرماتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ لوگوں میں کمیاں ہیں تو آپؑ نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ لوگ ایسے ہیں تو کس طرح کام ہوگا۔ اس پر آپؑ کو الہام ہوا: ’’باہمیں مردماں بباید ساخت‘‘ یعنی انہی لوگوں سے کام لینا ہے، انہی لوگوں کے ساتھ گزارا کرنا ہے۔ دعا کرو اور کام لیتے رہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنے اندر دیکھیں کہ آپ کا برداشت کا مادہ پورا حق ادا کر چکا ہے؟ جو شخص بات نہیں مانتا اور باز نہیں آتا تو کیا آپ نے چالیس دن تک اُس کی اصلاح کے لئے رو رو کر دعا کی ہے؟ اگر نہیں کی تو پھر آپ کی طرف سے اصلاح کی کارروائی میں کمی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ کام کرتے جائیں اور اپنی نیّت نیک رکھیں۔ باقی خدا پر چھوڑ دیں اور سچّے ہوکر جھوٹوں کی طرح تذلّل اختیار کریں۔ کون کب تک باتیں کرے گا۔ آخر تھک ہار کر چُپ ہوجائے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو آپ سے بات نہیں کرتے اور اچھے رویّہ کا اظہار نہیں کرتے تو آپ نے جب بھی ایسے لوگوں کو ملنا ہے تو سلام کریں۔ اگر وہ جواب نہیں دیتا تو یہ اس کا فعل ہے۔ اگر گالی نکال دیتا ہے تو اس کا فعل ہے لیکن آپ نے رویّہ اچھا رکھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجلس عاملہ کے ممبران اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ وہ کہاں تک عاجز بنے ہیں اور ان میں کس حد تک برداشت کا مادہ پیدا ہوا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اِسی سے دخل ہو دارالوصال میں

آپ لوگوں میں عاجزی، انکساری پیدا ہوگی تو آپ کامیاب ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ دل سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ دوسرے فریق کی اصلاح کرے۔ جس طرح اپنے لئے دعا کرتے ہیں اسی طرح دوسرے کے لئے دعا کیا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ نوجوانوں کے تأثرات یہ ہیں کہ ہمارے بڑوں میں سچائی نہیں ہے تو تربیت کیا کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب یہ آپ کی ذمّہ داری ہے کہ یہ دیکھیں کہ نوجوان نسل کے لئے کیا کرنا ہے۔ آئندہ نسل کی تربیت کی بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ اس پر سوچیں اور غور کریں کہ نوجوان نسل کے لڑکوں اور لڑکیوں کو کس طرح سنبھالنا ہے۔ یہاں کے معاشرہ اور ماحول میں والدین کی بھی یہ بہت بڑی ذمّہ داری ہے کہ بچوں کی تربیت کریں اور پھر سب سے بڑھ کر عہدیداران کی ذمّہ داری ہے۔

ان ملکوں کے ماحول میں بچے سچ بولتے ہیں اور یہ بات حقیقت ہے کہ جو سچّی بات ہے وہ بچّے کہہ دیتے ہیں۔ اس لئے آپ کو بچوں سے سوالات نکالنے چاہئیں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ بچوں کے ذہنوں میں کیا ہے۔ وہ کس طرح اپنے بڑوں اور جماعتی عہدیداروں کو دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے مطابق تعلیمی و تربیتی پروگرام ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بڑے اپنے گھروں میں ایسی باتیں نظام کے بارہ میں نہ کریں جو بچوں کے ذہن اور ان کی تربیت کو خراب کرتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بچوں کو سمجھائیں کہ انہوں نے اصل حقیقت اور تعلیم دیکھنی ہے، بڑوں کو نہیں دیکھنا کہ وہ کیا کررہے ہیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ پاکستانی لوگ کیا کررہے ہیں۔ آپ نے بیعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کی ہے اسلئے آپؑ کی تعلیم کی اتباع کریں۔ بڑوں میں جو خامیاں ہیں اُن کی طرف نہ دیکھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بچے جو سوالات کرتے ہیں تو سیکرٹریان تربیت کا کام ہے کہ بچوں کو ان کے سوالات کے جواب دیں اور انہیں مطمئن کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ تربیت کا ایک بڑا ذریعہ MTA بھی ہے۔ MTA سے مستقل تعلق جوڑنا چاہئے۔ MTA سے رابطہ رکھیں۔

☆ عاملہ کے بعض ممبران نے عرض کیا کہ مرکز سے نمائندوں کو وقفہ وقفہ سے جاپان کا دورہ کرنا چاہئے تا کہ جماعت کے مسائل بھی کم ہوں اور جماعت کو ایک طاقت ملتی رہے گی۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اب جو مَیں نے دورہ کیا ہے اور آپ کو بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات دی ہیں۔ مَیں دیکھوں گا کہ آپ ان پر کیا عمل کرتے ہیں۔ پہلے ان پر تو عمل کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ میں تو کوئی نمائندے نہیں جاتے اور ان لوگوں نے خلیفہ کو دیکھا بھی نہیں ہے لیکن اگر ان کے اخلاص اور وفا کو دیکھا جائے تو پاکستان میں بعض ایسے افراد جو اپنے آپ کو صحابہ سے وابستہ کرتے ہیں ان کو شرم آجائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عاملہ کے ممبران کو سب سے زیادہ استغفار کرتے رہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ان کی صحیح رہنمائی فرمائے اور سابقہ غلطیوں سے معاف فرمائے اور آئندہ غلطیوں سے بچائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کی عاملہ کی ہر ماہ جو میٹنگ ہوتی ہے اس میں تربیتی امور کا جائزہ لیا کریں۔ جو آپ کی عملی حالتیں ہیں اس کا جائزہ لیا کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے پہلے بھی اپنے ایک خطبہ میں اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ جو چھوٹی سے چھوٹی انفرادی برائی ہے اس کو قومی برائی بننے سے قبل روکنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب بچے یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ مسجد کے باہر جو جوتے اتارے جاتے ہیں وہ بکھرے ہوتے ہیں جبکہ ہمیں سکول میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ جوتے اتارنے ہیں تو ایک ترتیب سے رکھیں۔ چنانچہ وہاں ہم بڑی ترتیب سے رکھتے ہیں۔ اب بچے کہیں گے کہ ہمارے اخلاق اچھے نہیں ہیں جبکہ جاپانیوں کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں تو پھر کیا ضرورت ہے دین کی؟

حضور انور نے فرمایا کہ جاپانیوں کے جو اچھے اخلاق ہیں ان کو اپنائیں، حکمت کی بات جہاں سے بھی ملے لے لینی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر عہدیدار جو مسجد آتا ہے اگر وہ دیکھے کہ جوتیاں بکھری پڑی ہیں تو اٹھا کر ریک (Rack) میں رکھ دے، ترتیب سے رکھ دے تو جوتی اتارنے والے کی بھی اصلاح ہوجائے گی اور بچوں کی بھی اصلاح ہوجائے گی۔

نیشنل مجلس عاملہ جاپان کی یہ میٹنگ بارہ بج کر 55 منٹ تک جاری رہی۔

....

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی دوسری منزل پر قائم دفاتر، لجنہ ہال، گیسٹ روم اور رہائشی حصوں کا معائنہ فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے مبلغ انچارج کی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بج کر پانچ منٹ پر مسجد میں تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔

....

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق نیشنل عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ مسجد کے افتتاح کے موقع پر موجود مبلغین نے بھی اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ بعد ازاں جماعت احمدیہ ناگویا کے ممبران اور بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانان نے بھی حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

اس کے بعد یہاں سے روانہ ہوکر ایک بج کر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

ناگویا سے ٹوکیو کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق ناگویا (Nagoya) سے بذریعہ ٹرین ٹوکیو (Tokyo) کے لئے روانگی تھی۔

چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے۔ ہوٹل کی لابی (Lobby) میں خواتین اور بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد ناگویا ریلوے سٹیشن کے لئے روانگی ہوئی۔

چار بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ یہاں سے ٹوکیو کے لئے ٹرین کی روانگی چار بج کر 32 منٹ پر تھی۔ گاڑی ٹھیک اپنے وقت پر اپنے پلیٹ فارم پر پہنچی اور چار بج کر 35 منٹ پر یہاں سے ٹوکیو کے لئے روانہ ہوئی۔

ناگویا سے ٹوکیو کا فاصلہ قریباً ساڑھے تین سو کلومیٹر ہے۔ اس بُلٹ ٹرین Nozomi سپر ایکسپریس کی رفتار بعض جگہوں پر 280 کلومیٹر فی گھنٹہ اور بعض جگہوں پر 300 کلومیٹر فی گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے۔

راستہ میں یہ ٹرین صرف Yokohama کے ریلوے اسٹیشن پر رُکی اور چھ بج کر آٹھ منٹ پر ٹوکیو کے Shinagawa ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔

ریلوے اسٹیشن پر صدر جماعت ٹوکیو نے بعض جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہوکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چھ بج کر 30 منٹ پر اپنی جائے رہائش Hilton ہوٹل تشریف لے آئے۔

سات بج کر پچاس منٹ پر ہوٹل کے ایک ہال میں (جو نمازوں کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا گیا تھا) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

......☆......☆......☆......

23؍نومبر 2015 (بروز سوموار)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے ’’مسجد بیت الاحد‘‘ تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

ٹوکیو کے ہلٹن ہوٹل میں استقبالیہ تقریب

آج اسی ہوٹل Hilton میں ایک تقریب (Reception) کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جاپان میں 1945ء میں ایٹم بم پھینکا گیا تھا۔ اب اس واقعہ کو ستّر سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ ستّر سال گزرنے پر جاپان میں مختلف تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے۔ آج کی یہ تقریب بھی اسی حوالہ کے ساتھ تھی۔

آج کی اس تقریب میں 63 جاپانی مہمان شامل تھے۔ ان مہمانوں میں Mr. Urano Tatsno (چانسلر Nihon یونیورسٹی)، Mr. Martin Blackway (معروف شاعر اور بزنس ایڈوائزر)، Mr. Sato Royoki (بدھسٹ فرقہ کے چیف پریسٹ اور راہنما)، Mr. Serio Ito (گاڑیاں بنانے والی ایک بڑی کمپنی کے صدر)، Asahi اخبار کے چیف رپورٹر اور ایک مشہور سیاستدان کی بیٹی Ohara Blackway اور اس کے علاوہ ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

حضور انور کی آمد سے قبل یہ سبھی مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ان مہمانوں کے علاوہ مختلف ممالک سے آنے والے بعض جماعتی عہدیداران بھی آج کی اس تقریب میں شامل تھے۔

پروگرام کے مطابق دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ امجد عارف صاحب نے کی اور عزیزم سیّد ابراہیم صاحب (طالبعلم درجہ رابعہ جامعہ کینیڈا) نے اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم حزقیل احمد (طالبعلم درجہ رابعہ جامعہ کینیڈا) نے جاپانی زبان میں اس تقریب کا تعارف کروایا اور جماعت کا مختصر تعارف بھی پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم نجیب اللہ ایاز نے باری باری گیسٹ سپیکرز کو مدعو کیا کہ وہ آکر اپنا ایڈریس پیش کریں۔

مہمانوں کے ایڈریسز

☆ سب سے پہلے Tokibo گروپ آف انڈسٹریز کے چیئرمین ڈاکٹر Sata Yasuhiko صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے کہا:

یہ بات ہمارے لئے بہت خوشی اور اعزاز کا باعث ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس جو جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا ہیں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی 19 اپریل کو

وفات کے بعد 22 اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق رات 11:40 پر حضرت مسیح موعودؑ کے پانچویں جانشین منتخب ہوئے۔اس وقت سے آپ نے خودکو دنیا میں امن کے قیام اور محبت کے پیغام کی اشاعت کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔

2009ء میں مجھے یہ زبردست تحفہ اور اعزاز ملا کہ نہ صرف حضور سے شرف ملاقات حاصل ہوا بلکہ مجھے اور میری بیٹی کو حضور نے کھانے پر مدعو کیا اور ہمارے لئے آپ کی طرف سے کی گئی مہمان نوازی نہایت قابل قدر اور قیمتی یاد ہے۔اس کے بعد مجھے جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کا موقع ملا اور حاضرین سے مخاطب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

11 مارچ 2011ء کو شمال مشرقی جاپان میں آنے والے زلزلہ اور تسونامی کے بعد Ishinomaki شہر میں ہیومینیٹی فرسٹ جاپان کی خدمات نے مجھے ایک مرتبہ پھر جماعت سے وابستہ کردیا۔یہاں سے مجھے بھی متاثرین کی خدمت کا موقع ملا اور ہم نے اپنی ایک تنظیم قائم کر کے زلزلہ کے متاثرین کی خدمت شروع کی۔

موصوف نے کہا: حضور کا ایک خاص کارنامہ بین المذاہب مکالمہ کا فروغ ہے۔ مذاہب کے درمیان تعلقات کو فروغ دینے کے لئے حضور انور کے مشن کو خاکسار خاص قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

گزشتہ دنوں اپنے دورہ کے آغاز پر حضور انور نے پہلی مرتبہ جاپان کی میجی شرائن کا دورہ فرمایا اور شنٹو پریسٹ میازاکی صاحب نے حضور انور کا استقبال کیا۔

مسلمانوں کے خلیفہ اور ایک بہت بڑے لیڈر کے طور پر حضور انور کے مفاہمانہ طرزِ عمل نے ہم سب کو بہت متاثر کیا ہے۔خصوصًا پیرس کے متاثرین کے لئے آپ کی طرف سے جذبہ خیر سگالی کا اظہار غیر معمولی ہے۔

جاپان دنیا کا پرامن اور منفرد حیثیت کا حامل ملک ہے جو مذہبی تنازعات سے بکلی پاک ہے۔مجھے یقین ہے 20 نومبر کو مسجد بیت الاحد کے افتتاح سے جماعت احمدیہ کے محبت وآشتی کے پیغام کو جاپان میں پھیلانے کے لئے ایک مہمیز عطا ہوگی۔

میرا یہ خواب ہے کہ کاش حضور جاپان منتقل ہو جائیں اور یہاں سے ایک زبردست آواز کی صورت میں دنیا کو امن ومحبت اور مفاہمت کا پیغام عطا فرمائیں۔

اب آخر میں حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ خاکسار اپنے گھر کے باغیچہ سے فرانس کے علاقہ Burgundy سے درآمد شدہ ایک پودا لایا ہے۔ یہ درخت Taneulsaum کہلاتا ہے۔ خاکسار کی خواہش ہے کہ حضور انور اس reception میں اپنے دست مبارک سے گملہ میں پودا نصب فرمائیں اور بعد میں یہ پودا مسجد بیت الاحد میں محبت وآشتی کے درخت کے طور پر لگا دیا جائے۔

اس کے بعد ڈاکٹر ساتا صاحب کی درخواست پر حضور انور نے ایک خوبصورت گملہ میں رکھے ہوئے پودے میں کھاد ڈالی اور بعد ازاں اسے مسجد بیت الاحد میں نصب فرمانے کی منظوری عطا فرمائی۔

☆ اس کے بعد ایک دوست Endo Shinichi صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔موصوف تسونامی سے متاثرہ Tohoko کے علاقہ سے صرف اور صرف حضور انور کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آئے تھے۔موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا: جماعت احمدیہ کے سربراہ کی جاپان آمد پر خاکسار تہہ دل سے مشکور ہے اور آپ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہے۔خاکسار زلزلہ اور تسونامی سے متاثرہ علاقہ Ishinomaki سے حاضر ہوا ہے۔اور یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ جب زلزلہ اور تسونامی کے بعد میرے تین بچے ہلاک ہوگئے تو ان دردناک کیفیات کو میرے علاوہ کوئی نہیں محسوس کرسکتا۔ مجھے زندگی بے مقصد معلوم ہوتی تھی۔ لیکن اس وقت جماعت احمدیہ کے والنٹیئرز میرے پاس آئے اور انہوں نے جس طرح ہمیں سنبھالا اور جس انداز سے ہماری دلجوئی کی اس سے ہمیں زندہ رہنے کا حوصلہ نصیب ہوا۔ایک انسان دوسرے انسان کے اس قدر قریب آسکتا ہے اور دوسرے کے جذبات کو اس قدر آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس کا اندازہ مجھے ہیومنٹی فرسٹ کی خدمات سے ہوا۔

اس کرۂ ارض پر بہت سارے مسائل انسانوں کے پیدا کردہ ہیں۔لیکن انسان ہی ہیں جو امن ومحبت کے درس کے ذریعہ اسے سنوار بھی سکتے ہیں۔اگر انسان خودغرضی اور لالچ کو چھوڑ دیں اور دوسروں کی خاطر قربانی کرنا سیکھ لیں تو یہ دنیا امن ومحبت کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

ایک بار پھر حضور انور کی یہاں آمد اور خاکسار کو مدعو کرنے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بعدازاں بارہ بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

استقبالیہ تقریب سے
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔تمام معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔سب سے پہلے میں اس موقع پر اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے آج ہماری اس تقریب کی دعوت قبول کی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم ایک نہایت نازک اور خطرناک دور سے گزر رہے ہیں جبکہ دنیا کے حالات تشویش کا باعث بنے ہوئے ہیں۔انتشار اور فساد نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے جوکہ دنیا کی امن وسلامتی کے لئے سخت خطرہ کا باعث ہے۔اگر مسلمان دنیا کی طرف نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی حکومتیں اپنے ہی لوگوں کے خلاف بھیانک جنگوں میں مبتلا ہیں اور یہ خون ریزی اور بے معنی فساد ہر طرح سے ان قوموں کی ساکھ تباہ کررہا ہے۔اور دہشتگرد اس فساد کے نتیجہ میں حکومتوں میں پیدا ہونے والے خلا کا بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور بعض علاقوں پر قبضے کررہے ہیں اور وہاں اپنی نام نہاد حکومت اور قانون نافذ کررہے ہیں۔ یہ لوگ وحشیانہ رنگ میں کام کررہے ہیں اور ایسے سفاکانہ مظالم ڈھا رہے ہیں جن کا انداز بھی نہیں کیا جاسکتا۔یہ لوگ صرف اپنے ممالک میں ہی نہیں بلکہ اب یورپ بھی پہنچ گئے ہیں اور ان مظالم کی حالیہ مثال پیرس میں ہونے والے حملے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر مشرقی یورپ میں روس، یوکرائن اور دیگر یورپین ممالک کے مابین دشمنی کی آگ بھڑکتی چلی جارہی ہے۔اس کے علاوہ حال ہی میں امریکہ کے جنگی بیڑا کی جنوبی چین کے سمندر میں دخل اندازی کی وجہ سے امریکہ اور چین کے درمیان موجود تناؤ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔پھر جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بعض متنازعہ جزیروں پر جاپان اور چین کے مابین بھی عرصہ دراز سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ پھر پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر بھی ایک مستقل دشمنی کی وجہ بنا ہوا ہے اور اس دشمنی میں کمی کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے۔اسی طرح اسرائیل اور فلسطین کے درمیان کشیدگی نے بھی اس علاقہ کا امن تباہ کردیا ہے۔افریقہ میں بھی دہشت گرد گروپ بعض علاقوں میں طاقت اور اقتدار پکڑ گئے ہیں اور بڑے پیمانہ پر تباہی وبربادی کا باعث بن رہے ہیں۔میں نے صرف چند ایک مسائل کا ذکر کیا ہے جن کا دنیا کو اس وقت سامنا ہے اور درحقیقت اس بدامنی اور فساد کی کئی اور مثالیں بھی ہیں۔تو اس سے صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا اس وقت فساد اور تباہی میں گھری ہوئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

موجودہ دور میں جنگ کا دائرہ کار گزشتہ ادوار کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔دنیا کے کسی ایک حصہ کے تنازعات صرف اس علاقہ تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے نتائج اور اثرات بہت دور تک پھیل جاتے ہیں۔وسیع تر ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک گلوبل ویلیج میں تبدیل کردیا ہے۔ پہلے تو یہ ممکن تھا کہ جنگ صرف اُن لوگوں تک محدود رہے جو براہِ راست اس میں شامل ہیں۔لیکن اب ہر جنگ اور ہر تنازعہ کے اثرات بلاشک وشبہ ساری دنیا پر پڑتے ہیں۔درحقیقت میں تو کئی سالوں سے خبردار کررہا ہوں کہ دنیا کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ ایک خطے میں ہونے والی جنگ کے اثرات دیگر خطوں میں بھی ظاہر ہوسکتے ہیں بلکہ ظاہر ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم بیسویں صدی میں ہونے والی گزشتہ دونوں عالمی جنگوں کی تاریخ دیکھیں تو ہم سب جانتے ہیں کہ اُس وقت کے ہتھیار اپنی جدّت اور تباہ کاری میں آج کل کے مہلک اور جدید ہتھیاروں کے مقابلہ پر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔لیکن اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ صرف دوسری جنگِ عظیم میں ہی تقریباً ستر ملین کے قریب لوگ مارے گئے تھے اور اِن ہلاک ہونے والوں میں اکثریت عام شہریوں کی تھی۔اس لئے اب آئندہ ہونے والی ممکنہ تباہی وبربادی ناقابلِ تصور ہوگی۔ دوسری جنگِ عظیم کے وقت صرف امریکہ کے پاس جوہری ہتھیار تھے۔گوکہ وہ بھی بہت زیادہ مہلک تھے لیکن موجودہ دور کے خطرناک جوہری ہتھیاروں کے مقابل پر کچھ بھی نہیں تھے۔مزید یہ کہ اب صرف بڑی طاقتوں کے پاس نیوکلیئر بم نہیں ہیں بلکہ بہت سے چھوٹے ملکوں کے پاس بھی ہیں۔ جہاں بڑی طاقتیں شاید یہ ہتھیار بطور دفاع کے رکھے ہوئے ہیں وہاں اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ چھوٹے ملک ان ہتھیاروں کو روک کر رکھیں گے۔ ہم اس بات کو معمولی خیال نہیں کرسکتے کہ وہ کبھی بھی نیوکلیئر ہتھیار استعمال نہیں کریں گے۔ پس اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ دنیا اس وقت تباہی کے دہانے پر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دوسری جنگِ عظیم کے اختتام پر آپ کی قوم کو ایک اذیّت ناک اور بھیانک تباہی سے دوچار ہونا پڑا جب لاکھوں شہری نہایت سفّاکی کے ساتھ ماردیئے گئے اور آپ کے دو شہر ایٹمی حملہ کے نتیجہ میں مکمل طور پر تباہ ہوگئے جس نے انسانیت کا سر شرم سے جھکا دیا۔ اس المناک سانحہ کو دیکھ کر جاپانی لوگ کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہاں جاپان میں یا دنیا میں کہیں بھی اس قسم کا حملہ دوبارہ ہو۔ آپ وہ لوگ ہیں جو نیوکلیئر ہتھیاروں کے بھیانک اور تباہ کن نتائج کو صحیح معنوں میں سمجھتے ہیں۔آپ وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ ان ہتھیاروں کے نتائج اور اثرات ایک نسل تک محدود نہیں ہوتے بلکہ ان کا اثر آنے والی نسلوں میں بھی جاری رہتا ہے۔آپ وہ لوگ ہیں جو نیوکلیئر جنگ کی فقید المثال تباہی پر گواہی دے سکتے ہیں۔اس لئے جاپان سے زیادہ امن اور تحفظ کی اہمیت کوئی اور ملک نہیں سمجھ سکتا۔شکر ہے کہ جاپان نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اب بہت ترقی حاصل کرچکا ہے۔پس اپنے ماضی کے تجربہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جاپان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بڑے افسوس کی بات ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد جاپان پر بعض پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔اسلئے جاپانی قوم کیلئے شاید مشکل ہو کہ وہ کوئی بڑا قدم اُٹھا پائیں یا دنیا کے حالات کو نئی شکل دے سکیں مگر پھر بھی آپ کا ملک عالمی اور سیاسی معاملات میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔پس آپ لوگوں کو اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنا چاہئے اور ملکوں اور قوموں کے مابین قیام امن کیلئے کوشش کرنی چاہئے۔ امسال تاریخ کے اس اندھیرے باب کو ستّر برس ہوگئے ہیں جب ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے گئے جو آپ کی قوم کیلئے آفت، بدحالی اور ایک بڑی تباہی کا باعث بنے۔اسی وجہ سے آپ نے ایسے میوزیم بنائے ہوئے ہیں جو اُس تباہی اور کشت وخون کی حقیقی تصویر کشی کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان ایٹمی بموں کے بعض اثرات آج بھی چل رہے ہیں۔ جاپانی لوگ آج بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جنگ وجدل کس قدر خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ جس سانحہ سے آپ لوگ گزرے ہیں اس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جنگِ عظیم کے بعد جاپان پر نہایت ظالمانہ اور غیر ضروری پابندیاں عائد کی گئیں اور جنگ کی کئی دہائیوں بعد بھی یہ پابندیاں جنگ کے بھیانک نتائج کی مسلسل یاد دلاتی ہوں گی۔ جب جاپان کے خلاف ایٹمی ہتھیار استعمال کئے گئے تو جماعت احمدیہ مسلمہ کے اُس وقت کے سربراہ جو ہمارے دوسرے خلیفہ تھے نے ان حملوں کی شدید مذمت کی۔انہوں نے فرمایا کہ ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم دنیا کے سامنے اعلان کردیں کہ ہم اس قسم کی خون ریزی کو جائز نہیں سمجھتے خواہ حکومتوں کو ہمارا یہ اعلان بُرا لگے یا اچھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ 'ان باتوں کے نتیجہ میں مجھے نظر آرہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں جنگیں کم نہیں ہوں گی' ۔ اور آج ان کے یہ انذاری الفاظ بالکل سچ ثابت ہورہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گو کہ تیسری جنگِ عظیم کا باقاعدہ اعلان تو نہیں ہوا مگر درحقیقت عالمی جنگ تو شروع ہوچکی ہے۔دنیا بھر میں مرد، عورتوں اور بچوں کو مارا جارہا ہے، ان پر تشدد کیا جارہا ہے اور ان کو انتہائی اذیّتناک اور دل شکستہ مظالم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں تک ہمارا یعنی جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعلق ہے تو جہاں کہیں بھی دنیا میں ظلم ہورہا ہو ہم نے ہمیشہ اس ظلم وستم کی علی الاعلان مذمت کی ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھائیں اور ان ضرورتمندوں کی جن پر ظلم کیا جارہا ہے مدد کریں۔ میں پہلے بھی یہ ذکر کرچکا ہوں کہ کس طرح جماعت احمدیہ مسلمہ کے سربراہ نے دوسری جنگِ عظیم کے وقت جاپان کے خلاف ایٹم بموں کے استعمال کی مذمت کی تھی ۔ اس کے علاوہ ایک بہت ہی معروف اور ممتاز احمدی مسلمان جن کا دنیا میں ایک مقام اور اثر ورسوخ تھا انہوں نے بھی جاپان اور اس کے لوگوں کا دفاع کیا۔میری مراد سَر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ہیں جو کہ عالمی سطح پر دیگر اعلیٰ عہدے رکھنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ بھی تھے اور بعد میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے

صدر بھی بنے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد انہوں نے بعض بڑی طاقتوں کی مذمت کرتے ہوئے آواز اٹھائی کہ انہوں نے جاپان پر ناجائز پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ 1951ء میں ہونے والی امن کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے چوہدری سر ظفراللہ خان صاحب نے پاکستانی وفد کے سربراہ کے طور پر کہا کہ جاپان کے ساتھ امن کا معاہدہ کسی انتقام یا ظلم کی بنیاد پر نہیں بلکہ انصاف اور مفاہمت کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔' جاپان کے سیاسی و سماجی ڈھانچہ میں اصلاحات کا جو عمل شروع ہوا ہے وہ جاپان کے لئے روشن مستقبل کی امید لئے ہوئے ہے اور جس کی وجہ سے جاپان کا شمار دنیا کی دیگر امن پسند قوموں کے ساتھ ہوگا اور آنے والے دور میں جاپان ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان کے اس خطاب کی بنیاد قرآن کریم کی تعلیمات اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ پر تھی۔ حقیقی اسلامی تعلیمات کو بنیاد بناتے ہوئے انہوں نے کہا: کسی بھی جنگ کے فاتح کو ناانصافی کا سہارا نہیں لینا چاہئے اور مفتوح قوم پر ہرگز غیر ضروری پابندیاں عائد نہیں کرنی چاہئیں جو ان کے مستقبل اور ترقی کو محدود کردیں۔ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے یہ تاریخی بیان جاپان کے دفاع میں دیا کیونکہ بطور ایک احمدی مسلمان وہ صرف پاکستانی حکومت کی نمائندگی نہیں کر رہے تھے بلکہ سب سے پہلے وہ اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کی نمائندگی کر رہے تھے۔

پس جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی نسبت بہتر طور پر جنگ اور ظلم و ستم کے اثرات کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے جاپانی حکومت کو ہر سطح پر اور ہر ممکن طریق سے ظلم، بربریت اور ناانصافی کا مقابلہ کرنے اور روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہیں اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ جس بہیمانہ حملہ کا سامنا انہوں نے کیا آئندہ اس کا دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہرگز اعادہ نہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب بھی جنگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو جاپانی قوم کو اور جاپانی حکمرانوں کو کشیدگیاں کم کرنے اور امن کے قیام کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام کو بربریت اور شدت پسندی کا مذہب سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے ان نظریات کی تائید میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ مسلم دنیا اس وقت دہشت گردی اور فتنہ و فساد سے بھری پڑی ہے۔ تاہم ان کے نظریات سراسر غلط ہیں ۔ درحقیقت تاریخِ عالم میں امن کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کا کوئی ثانی ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہمارے دوسرے خلیفہ رضی اللہ عنہ اور چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے پُرزور طریق پر آپ کی قوم پر ہونے والے مظالم کے خلاف آواز اُٹھائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اب میں مختصراً بیان کروں گا کہ قیامِ امن کے حوالہ سے اصل اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔ اسلام نے ایک بنیادی اصول بیان کیا ہے کہ ایسی جنگ جو اقتصادی یا جغرافیائی اقتدار کے حصول کیلئے یا دوسری قوموں کے قدرتی ذخائر پر قبضہ کرنے کیلئے لڑی جائے اسے ہرگز جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

مزید یہ کہ قرآن کریم کی سورۃ النحل کی آیت 127 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنگ کی حالت میں جو بھی سزا دینی ہو وہ جرم کے مطابق ہونی چاہئے اور جائز حدوں سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ جب جنگ ختم ہوجائے تو بہتر ہے کہ تم معاف کردو اور صبر کا مظاہرہ کرو۔

اسی طرح قرآن کریم کی سورۃ الانفال کی آیت 62 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب فریقین کے مابین تعلقات بگڑ جائیں اور جنگ کی تیاری شروع ہوجائے تو اگر ایک فریق صلح کی طرح ڈالے تو دوسرے فریق پر فرض ہے کہ وہ اس کو قبول کرے اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کسی کو مخالف فریق کی نیت اور اخلاص پر شک نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ہمیشہ پُرامن حل کی طرف قدم اٹھانا چاہئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم عالمی امن و تحفظ کے قیام کے لئے ایک بنیادی اصول ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف کے اصول ہی قربان کردو۔ بلکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ چاہے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں ہر حال میں انصاف اور راستبازی کے اصول پر مضبوطی سے قائم رہو۔ درحقیقت یہ انصاف ہی ہے جو تعلقات کو بہتر بنانے، بے چینیوں کو ختم کرنے اور جنگ کی وجوہات کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ النور کی آیت 34 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر جنگ میں کامیابی کے بعد تم جنگی قیدیوں کے ساتھ مکاتبت کرتے ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرائط مناسب ہوں تاکہ وہ ان پر آسانی کے ساتھ عمل کرسکیں اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تم انہیں قسطوں میں ادائیگی کرنے کی اجازت دے دو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

امن کے قیام کے لئے قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیت 10 میں ایک اور سنہری اصول بیان کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دو قوموں یا فریقین کے مابین کوئی تنازعہ ہے تو تیسرے فریق کو چاہئے کہ وہ ثالثی کا کردار ادا کرتے ہوئے پرامن تصفیہ کروائے اور تصفیہ ہوجانے کی صورت میں اگر ایک فریق طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو دوسری قوموں کو متحد ہوکر ظالم کے ہاتھ روکنے چاہئیں اور اگر ضرورت پڑے تو طاقت کا استعمال بھی کرنا چاہئے۔ مگر جب تجاوز کرنے والا فریق پیچھے ہٹ جائے تو ان پر غیر ضروری پابندیاں نہیں عائد کرنی چاہئیں بلکہ ان کو ایک آزاد قوم اور معاشرے کے طور آگے بڑھنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ یہ اصول عصرِ حاضر میں بالخصوص بڑی طاقتوں اور اقوامِ متحدہ جیسی عالمی تنظیموں کے لئے بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔ اگر یہ ان اقدار پر عمل پیرا ہوجائیں تو دنیا میں حقیقی امن اور انصاف کا قیام ہوجائے گا اور بیکار مایوسیاں خود بخود ختم ہوجائیں گی۔ اس طرح کے اور بھی بہت سے قرآنی احکامات ہیں جو بتاتے ہیں کہ کس طرح دنیا میں امن قائم کیا جاسکتا ہے اور کس طرح ہر قسم کی جنگ کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے رحمان اور رحیم خدا نے ہمیں امن کیلئے یہ اصول اسی لئے بتائے ہیں کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق ہر قسم کے فتنہ وفساد سے آزاد ہوکر امن اور ہم آہنگی کے ساتھ مل جل کر رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ دنیا میں امن اور ہم آہنگی کے فروغ کیلئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی انتشار یا تصادم ہو وہاں ہم سب کا اجتماعی فریضہ ہے کہ ہم انصاف کیلئے کھڑے ہوں اور امن کیلئے کوشش کریں تاکہ ہم سب اس ہیبت ناک جنگ سے محفوظ رہ سکیں جو ستر سال پہلے ہوئی تھی اور جس کے تباہ کن اثرات کئی دہائیوں تک رہے اور شاید آج بھی جاری ہیں۔ جیسا کہ ایک چھوٹے پیمانہ پر تیسری عالمی جنگ کا آغاز پہلے ہی ہو چکا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے فرائض ادا کریں۔ قبل اس سے کہ حالات میں مزید کشیدگی پیدا ہو اور ساری دنیا کا احاطہ کرلے اور قبل اس سے کہ گھناؤنے اور مہلک ہتھیار دوبارہ چلیں جن سے ہماری آنے والی نسلیں بھی تباہ ہوجائیں گی ہمیں امن کے قیام کیلئے کوشش کرنی ہوگی۔ پس آئیں اور مل کر اپنا فریضہ ادا کریں۔ گروپ بندیاں اور بلاک بنانے کی بجائے ہم سب کو یکجا ہوکر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ ہمارے پاس اسکے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں بچا کیونکہ اگر بڑے پیمانہ پر تیسری عالمی جنگ شروع ہوگئی تو اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تباہی اور بربادی ہمارے وہم و گمان سے بھی بالا ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت ہم یہ کہیں گے کہ ماضی میں ہونے والی جنگیں اس کی نسبت بہت چھوٹی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میری دعا ہے کہ قبل اس سے کہ بہت دیر ہوجائے، دنیا کو اس صورتحال کی نزاکت کا احساس ہو اور انسان اپنے خدا کے حضور جھکے اور اسکے حقوق ادا کرے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حکمت و دانائی عطا فرمائے جو مذہب کے نام پر جنگ کر رہے ہیں یا جو لوگ جغرافیائی حدود پر قبضہ کرنے کیلئے اور اقتصادی فائدے حاصل کرنے کیلئے جنگیں کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ انہیں احساس ہو کہ ان کی جستجو کس قدر احمقانہ اور تباہ کن ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا کے ہر خطہ میں حقیقی اور دیرپا امن قائم ہوجائے۔ آمین۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا آج کی تقریب میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ آپ سب کا شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب بارہ بج کر 50 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

....

مہمانوں کی طرف سے سوالوں کے جوابات

اس کے بعد، بعض مہمان حضرات نے سوالات کئے۔ ایک مہمان نے سوال کیا کہ ہم جو ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمات کر رہے ہیں کیا یہ کسی خاص وجہ سے ہیں یا اسلام کی تعلیم کی وجہ سے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب خدمات اسلام کی تعلیم کی وجہ سے ہیں۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ انسانیت کی خدمت کرو، ضرورتمندوں کی مدد کرو اور تکلیف میں دوسروں کے کام آؤ۔ ہم تو ساری دنیا میں انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور اُس وقت تک یہ خدمت کے کام کرتے رہیں گے جب تک ان خدمات کی ضرورت ہے۔

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ بت پرستی تو منع ہے لیکن جو مذہبی عمارتیں ہیں اور مذاہب کی تاریخی جگہیں ہیں ان کو گرانا، تباہ کرنا غلط ہے۔ اگر کوئی مذہب اپنی روایات کے مطابق عبادت کر رہا ہے تو اس کی جگہوں کو تباہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ یہ غلط ہے۔ اگر جائز ہوتا تو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ تباہ کی جاتیں لیکن اسلام میں کبھی ایسا نہ ہوا بلکہ ان مقامات کی حفاظت کی گئی۔

☆ ایک طالبعلم نے عرض کیا کہ ہمیں سکول میں یہ سکھایا گیا ہے کہ بدھ ازم کی تعلیم امن کی تعلیم ہے۔ اب حضور انور کا خطاب سن کر مجھے پتہ چلا ہے کہ اسلام کی تعلیم بھی امن کی تعلیم ہے۔ بدھ ازم کسی مذہب کو بُرا نہیں کہتا تو کیا اسلام بھی کسی مذہب کو بُرا نہیں کہتا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کہتا ہے کہ ہر قوم میں ہر علاقے میں خدا تعالیٰ کے انبیاء آئے اور ہر نبی خدا سے ملانے اور اپنے ربّ کو پہچاننے اور محبت اور امن و سلامتی کی تعلیم لے کر آیا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم اُس سے عدل نہ کرسکو۔ عدل کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ پھر قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ تم دوسروں کے بتوں کو بُرا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے خدا کے بارہ میں باتیں کریں گے اور تمہارے خدا کو بُرا کہیں گے تو اس طرح دنیا کا امن خراب ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں امن و سلامتی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ایک دوسرے کے احترام، بھائی چارہ اور رواداری کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضرت بدھ علیہ السلام خدا کی طرف سے نبی آئے تھے۔ ہماری تعلیم کے مطابق وہ خدا کے ایک نبی تھے۔

اسکے بعد پروگرام کے مطابق مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ تمام مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیّت میں کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے از راہ شفقت ہر ایک سے گفتگو بھی فرمائی۔ ہر ایک نے درخواست کر کے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

ہر آنے والا مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود سے فیضیاب ہوا اور ہر ایک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شخصیت اور حضور انور کے خطاب سے انتہائی متأثر ہوا۔

....

جاپان کے قومی اخبار ASAHI کی جرنلسٹ کا حضور انور ایدہ اللہ سے انٹرویو

بعد ازاں دو بج کر دس منٹ پر جاپان کے ایک قومی اخبار ASAHI کے جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

ارشاد حضرت امیر المومنین

''ہمارے ہر عہدے دار کو چاہئے کہ وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں اپنے نمونے قائم کریں سلام کرنے میں پہل کریں ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6؍فروری 2015)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

ارشاد حضرت امیر المومنین

''جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13؍فروری 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبان، قادیان

بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ اس اخبار کی اشاعت اسّی لاکھ سے زائد ہے۔

جرنلسٹ نے عرض کیا کہ حضور انور کی تقریر کا شکریہ۔ حضور انور کے خطاب سے ہمیں بہت سے اہم پیغامات ملے ہیں۔

☆ بعد ازاں جرنلسٹ خاتون نے سوال کیا کہ احمدیہ آرگنائزیشن کی دنیا میں بہت سی برانچیں ہیں۔ جاپانی برانچ کی کیا پوزیشن ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہاں جاپان میں ہماری کمیونٹی چھوٹی ہے۔ جہاں تک تعداد کا تعلق ہے تو دو صد سے زائد نہیں ہے۔ افریقہ میں ہم ملینز میں ہیں۔ غانا میں بہت بڑی تعداد ہے۔ اسی طرح فرانکوفون ممالک میں جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کہ ہم کم ہیں یا زیادہ، اصل میں کوالٹی ہے اور یہ بہتر ہونی چاہئے۔ جو احمدیہ کمیونٹی کے ممبرز ہیں، ان کو ہر لحاظ سے فعّال ممبر ہونا چاہئے۔ اسلام کی سچّی تعلیمات پر عمل کرنے والا ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔ ہر احمدی کی یہ دو خصوصیات ہونی ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا خدا سے تعلق قائم ہو اور دوسری یہ کہ وہ انسانیت کی خدمت کرنے والا ہو اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا: دنیا میں Radicalization میں اضافہ ہو رہا ہے۔ انتہا پسند لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ کیا ان لوگوں سے کوئی بات کی جاسکتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔ ہم جس طرح اسلام کی سچّی تعلیمات پھیلا رہے ہیں وہ ان کے عقیدہ کے مطابق نہیں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جب اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور مسلمان اسلامی تعلیمات کو بھلا دیں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا۔ تو ہمارے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود اور امام مہدیؑ آچکے ہیں اور یہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے جبکہ ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ وہ ابھی نہیں آیا۔ پس یہ ہمارے اور اُن کے درمیان فرق ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اس زمانے میں تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ اصل جہاد اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنا اور تبلیغ کا جہاد ہے، اشاعت اسلام کا جہاد ہے۔ جبکہ دوسرے اس بات کے قائل نہیں۔ اس لئے وہ ہمارے ساتھ کسی پلیٹ فارم پر بات نہیں کرتے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اسلام میں دوسرے لیڈران کے ساتھ بات چیت کرنے کے چانسز کیا ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ پلیٹ فارم مہیا کریں تو ہم تیار ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جاپان میں جو بہت سے مسلمان ہیں وہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق دہشتگردی کو condemn کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ساری دنیا میں ہر سال لاکھوں لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ صرف اِس سال ہی ساری دنیا میں پانچ لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد لوگوں نے ہم کو join کیا ہے۔ ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں اور یہ تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ پیرس (فرانس) کے واقعہ کا یہاں جاپان میں بھی بہت اثر ہوا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ براہ راست اس صورتحال سے متأثر نہیں ہیں۔ یہاں کی صورتحال مختلف ہے لیکن ایک انسان ہونے کے ناطے آپ کے بھی جذبات وہی ہیں جو اس واقعہ سے متأثر ہونے والوں کے ہیں۔ اور اس واقعہ کو condemn کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یورپ میں حالات مختلف ہیں۔ یورپین لوگ اب مسلمانوں سے خوف کھاتے ہیں۔ مسلمان یورپ میں پرابلم کا سامنا کر رہے ہیں اور یہ اُن چند دہشتگرد لوگوں کی وجہ سے ہے جنہوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ ہم اس واقعہ کو condemn کرتے ہیں اور اس کا اسلام کی پُرامن تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سراسر اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یورپ میں ہم احمدیوں کو پرابلم کا سامنا نہیں ہے۔ ابھی دو روز قبل برٹش پارلیمنٹ میں ایک ممبر پارلیمنٹ Margaret Ferrier ہمارے حق میں بولی ہیں کہ احمدی لوگ نہ صرف اس ملک میں معاشرہ کا اہم حصہ ہیں بلکہ ہر سال برٹش چیرٹی کیلئے ہزاروں پاؤنڈ اکٹھے کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے پیرس میں ہونے والے دردناک حملوں کی مذمّت کی ہے۔ حقیقی اسلام امن کا مذہب ہے اور احمدی مسلمان اپنی روزمرّہ زندگیوں میں اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور ان کا یقین ہے کہ ہر معاملہ کا پُرامن حل نکالنا چاہئے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض دیگر مسلمان اسلام کی غلط تصویر پیش کر رہے ہیں۔ احمدی مسلمان پیار، محبت، برابری اور ملک کے ساتھ وفاداری اور امن کا پرچار کرتے ہیں۔ ان کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس برٹش ممبر پارلیمنٹ کے بیان کے بعد ہوم سیکرٹری Theressa May نے اُس کے بیان کی تائید کی اور کہا کہ مارگریٹ صاحبہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ احمدی لوگ معاشرے کے لئے بہت اچھا نمونہ ہیں۔ یہ لوگ جن اقدار کو پیش کرتے ہیں اس پر خود عمل بھی کرتے ہیں اور ان کو اپنے معاشرہ کا حصہ بناتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو لوگ ہمیں جانتے ہیں وہ ہمارے بارہ میں اچھے خیالات رکھتے ہیں۔ صرف مسلمان ہی ہمارے خلاف ہیں کیونکہ ہم اُس قسم کے جہاد کے قائل نہیں ہیں جس کے یہ لوگ قائل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جاپان میں بھی وہ مسلمان جو پاکستان سے آتے ہیں یا دوسرے ممالک سے آتے ہیں وہ ہمارے خلاف ہیں۔ اگر ان کو یہاں کوئی موقع ملے گا تو وہ ہماری مخالفت ہی کریں گے۔

☆ جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ اس دورہ پر آپ کا جاپانیوں کے لئے کیا پیغام ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہی پیغام ہے کہ دنیا میں امن وسلامتی کے لئے کوشش کریں۔ دنیا جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ جاپانی قوم اس صورتحال کو صحیح طرح Realize کرسکتی ہے۔ جاپانی عوام اور حکومت کوشش کرے کہ دنیا میں امن قائم رہے اور تیسری جنگ عظیم کی صورتحال پیدا نہ ہو۔

انٹرویو کا یہ پروگرام دو بجکر 25 منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں دو بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق شام چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ فیملی ملاقاتوں کا انتظام ہوٹل کے ہی ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔

آج ٹوکیو جماعت کی 31 فیملیز اور احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ مجموعی طور پر 89 افراد نے شرف ملاقات پایا۔

ان سبھی احباب اور فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

پھولوں کی آرائش کا تحفہ

جاپان کے مذہب اور ثقافت میں پھول ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ خوبصورت پھولوں کی آرائش جاپانی تہذیب وثقافت کا حصّہ ہے۔

آج ٹوکیو (Tokyo) میں ریسیپشن کے موقع پر جماعت کے ایک پرانے دوست اور بزنس مین Mr. Takeshi Kohji نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہنے کے لئے اپنی طرف سے سارے ہال کو پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ مَیں کئی دن سوچتا رہا کہ جماعت کے سربراہ اور خلیفہ کا استقبال کس طرح کروں اور اس موقع پر کیا تحفہ پیش کروں۔ آخر مَیں نے یہ فیصلہ کیا کہ پھولوں کی آرائش سے خلیفۃ المسیح کو خوش آمدید کہنا سب سے بہترین تحفہ ہے۔

تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

اس موقع پر شامل ہونے والے مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سن کر بے حد متاثر ہوئے اور ان میں سے بعض نے اپنے تاثرات اور جذبات کا بھی اظہار کیا ہے۔ چند تأثرات قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش ہیں۔

☆ نی ہون یونیورسٹی کے چانسلر Mr Urano Tatsuno صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں سوچتا رہا کہ آپ ہمیں کیا بتائیں گے؟ لیکن بیس منٹ کے اندر آپ نے گزشتہ تاریخ اور آئندہ آنے والے حالات کو جامع رنگ میں سمو دیا ہے۔ آپ نے حقائق اور حوالوں سے بات کی۔ جنگ کے نقصانات سے آگاہ کیا اور آئندہ جنگوں سے بچنے سے متنبہ کیا۔ انتہائی مختصر وقت میں اسلام کی تعلیم بھی بتا دی۔ یہ خطاب انگریزی اور جاپانی زبان میں پورے جاپان میں پھیلانا چاہیے۔

☆ ایک دوست Martin Blackway جو کہ بزنس ایڈوائزر ہیں اور معروف شاعر بھی ہیں۔ ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''جو کچھ میں نے کتاب میں لکھا تھا حضور نے اس پر مہر لگا دی ہے۔''

☆ ایک مشہور سیاستدان کی بیٹی Ohara Blackway صاحبہ بھی اس تقریب میں شامل ہوئیں۔ انہوں نے کہا: آپ نے جاپانیوں سے خطاب کر کے ہم پر ایک احسان کیا ہے۔ ہم بہت متاثر ہوئے ہیں۔

☆ ایک جاپانی دوست Shinsaku Lida صاحب نے بیان کیا: آج اگر آپ لوگ مجھے نہ بلاتے اور میں یہاں نہ آتا تو اپنا بڑا نقصان کرتا۔

☆ اسی طرح آساہی اخبار کے چیف رپورٹر Kato Hironori صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اگر جماعت احمدیہ جاپان اپنی رضاکارانہ خدمات کے ذریعہ ہمارے سامنے نہ آتی تو ہم اسلام کا یہ خوبصورت چہرہ دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔

☆ ایک بدھسٹ فرقہ کے چیف پریسٹ اور رہنما Sato Ryoki صاحب اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے: ''میں بدھسٹ ہوں لیکن حضور کی باتیں سن کر ہماری آنکھوں میں آنسو آگئے ہیں۔''

حضور انور سے ملاقات کے بعد انہوں نے نماز بھی پڑھی اور جب تک حضور انور تشریف نہیں لے گئے اس وقت تک ہال میں موجود رہے اور حضور انور کو دیکھتے رہے اور آبدیدہ ہو کر نماز میں کچھ پڑھتے رہے۔

نوٹ: جب 2013ء میں حضور انور جاپان تشریف لے گئے تھے تو یہی بدھسٹ پریسٹ ایک reception میں شامل ہوئے تھے اور حضور انور سے ملے تھے۔ بعد میں ایک احمدی دوست نے ان کو کہا کہ آپ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنا وجود دکھائے تو کہنے لگے کہ میں تو خدا کا قائل ہی نہیں تو دعا کیا کروں؟ آج یہی بدھسٹ پریسٹ دوبارہ حضور انور کے پروگرام میں شامل ہوئے تو ان کی

www.intactconstructions.org
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Intact Constructions
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

کا یا ہی پلٹ گئی۔ حضورانور کی اقتدا میں نماز بھی پڑھی اور آبدیدہ بھی ہوئے۔

☆ گاڑیاں بنانے والی ایک بڑی کمپنی کے صدر Serio Ito صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ وہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے: آپ ایک فرقہ کے سربراہ نہیں لگتے، بلکہ ایک ایسے عالمی راہنما ہیں جن کی ساری دنیا پر نظر ہے اور آپ کی باتیں ساری دنیا کے لئے راہ عمل ہیں۔

☆ ایک جاپانی دوست Toshihisa Miyazaki صاحب نے کہا: آپ کا خطاب اور جاپانی قوم کو کی جانے والی نصائح غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ کے خطاب میں اسلامی تعلیم کے حوالے بھی تھے، تاریخ عالم کے حوالے بھی تھے۔ سان فرانسسکو امن معاہدہ میں کسی مسلمان کا کردار ہمارے لئے نئی بات تھی۔

☆ ایک دوست Akiko Komura صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جاپان کی تاریخ کے بارہ میں آپ کی معلومات ہم سے زیادہ ہیں۔ جنگِ عظیم دوم کی تباہ کاریوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے تیسری عالمی جنگ سے بھی خبردار کیا ہے۔

☆ ایک جاپانی مسلمان دوست اسماعیل Hirano صاحب کہنے لگے: میں مسلمان ہوں لیکن کسی مسلمان عالم کے منہ سے ایسی بات نہیں سنی۔ تاریخ ہو یا جنگ کی تباہ کاریاں، آپ نے سب کچھ بیان کر دیا۔ میں قرآن پڑھتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں وہ ساری باتیں نہیں جانتا تھا جو خلیفۃ المسیح نے بیان فرمائیں۔

موصوف نے کہا کہ: گو کہ میں غیر احمدی مسلمان ہوں لیکن میں نے آپ کے خلیفہ کی شخصیت میں ایک رعب اور تحکم دیکھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ خلیفہ نے قرآن کریم کے حوالہ جات سے اسلامی تعلیم بیان کی اور یہ حوالہ جات ایسے ہی نہیں تھے بلکہ حقائق پر مبنی تھے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خلیفۃ المسیح اسلام کی نمائندگی نہیں کر رہے تھے۔ کیونکہ خلیفۃ المسیح نے جو بھی بیان کیا وہ قرآن کریم کے حوالہ جات کے مطابق بیان کیا اور بتایا کہ یہ اصل اسلام ہے۔ میں نے پہلے کبھی اپنی زندگی میں اسلام کی اس قدر خوبصورت تفصیل نہیں جانی تھی۔

میں نے پہلے کبھی تیسری عالمی جنگ کے بارہ میں نہیں سوچا تھا لیکن اب مجھے احساس ہوا ہے کہ تیسری عالمی جنگ دنیا کے لئے واقعی ایک خطرہ ہے۔ خلیفہ ایک دوراندیش انسان ہیں اور انہیں ہمارے مستقبل کی بھی فکر ہے۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں خلیفۃ المسیح کا شکرگزار ہوں۔

☆ ایک دوست Yuka Kikuoka صاحب نے بیان کیا: خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہمیں وہ باتیں بتائیں جن کے متعلق ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ ہم تو امن اور سکون کے اس ماحول میں ان خطرات کا تصور بھی نہیں کر سکتے جن کا آپ نے ذکر فرمایا۔ جنگ کتنی تباہ کن ہوتی ہے اور ایٹمی حملے کتنے ہولناک ہوتے ہیں، ہمیں یہ آج پتہ چلا ہے۔

☆ ایک دوست Ito Hiroshi صاحب نے بیان کیا: دوسری جنگِ عظیم میں ہیروشیما پر ایٹمی حملہ کے بعد جماعت کے امام کی طرف سے مذمتی خطاب ایک غیر معمولی بات ہے۔ اس سے جماعت احمدیہ کا امن کے قیام کے لئے کردار واضح ہوتا ہے۔

☆ ایک جاپانی دوست Mr Hidenor Sakanaka صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں نے آج یہ سیکھا ہے کہ جو لوگ اسلام کو 'داعش' کے ساتھ جوڑتے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ آج خلیفۃ المسیح نے ہمیں امن کا پیغام دیا ہے۔ آج کے دور میں دنیا امن کے خلاف چل رہی ہے اور میں خلیفۃ المسیح کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آجکل جو ہم بم پھینکنے اور فضائی حملے کرنے کے لئے تحریکیں چلا رہے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں اور معصوموں کی جان لینے کا باعث بن رہے ہیں۔

☆ ایک جاپانی خاتون Hara صاحبہ نے بیان کیا: آج سے پہلے میرا اسلام کے بارہ میں تأثر تھا کہ اسلام نہایت خطرناک مذہب ہے۔ لیکن آج خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ اسلام تو دراصل سب سے زیادہ امن پسند مذہب ہے۔ اور یہ بات میرے لئے بہت حیران کن ہے۔ جب خلیفۃ المسیح نے جاپان پر ہونے والے ایٹمی حملہ کی 70ویں anniversary کا ذکر کیا تو اس سے پتہ چل رہا تھا کہ خلیفۃ المسیح دنیا کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ خلیفہ کی لوگوں کے لئے ہمدردی اور پیار قابل ستائش ہے۔

☆ ایک جاپانی دوست Takeshi Koki صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج خلیفۃ المسیح کی تقریر سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اسلام احمدیت نہایت زبردست اور امن پسند مذہب ہے۔ اکثر جاپانی لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسلام برا مذہب ہے لیکن میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ کے خلیفہ صرف امن ہیں۔ خلیفہ کا کہنا تھا کہ آج سے 70 برس پہلے جو غلطیاں ہوئی تھیں انہیں دہرانا نہیں چاہئے۔ خلیفۃ المسیح نے جو بھی فرمایا وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی تھا۔

☆ ایک جاپانی دوست Mr Koji صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر مجھے پتہ لگا ہے کہ ISIS اور اصل مسلمانوں میں کس قدر فرق ہے۔ میرے دل میں جو بھی خدشات یا پریشانیاں تھیں وہ سب دور ہوگئیں۔ خلیفۃ المسیح نے بالکل حق کہا کہ ہم تیسری عالمی جنگ کی طرف جا رہے ہیں اور خلیفہ نے ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں اس جنگ کو روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

☆ ایک جاپانی خاتون Miss Matsuki صاحبہ نے کہا: خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت شاندار تھا۔ بہت سے لوگ اسلام کو برائی کے ساتھ جوڑتے ہیں لیکن آج مجھے پتہ چلا کہ اسلام تو بالکل اس کے برعکس ہے۔ اسلام تو ایک ایسا مذہب ہے جو امن کو فروغ دیتا ہے۔ میری عمر اتنی زیادہ نہیں ہے اس لئے میں دوسری جنگِ عظیم کے بارہ میں زیادہ تو نہیں جانتی لیکن خلیفۃ المسیح نے ہماری قوم کے ساتھ جس ہمدردی اور پیار کا اظہار کیا ہے اس کو سراہتی ہوں۔

☆ ایک جاپانی دوست Mr Miura صاحب نے بیان کیا: آج خلیفۃ المسیح کے خطاب میں ہم سب کے لئے ایک نہایت اہم پیغام تھا۔ اور وہ پیغام یہ تھا کہ اس دَور میں جو اسلحہ اور بم ہیں وہ گزشتہ دَور کی نسبت کہیں زیادہ خطرناک اور مہلک ہیں۔ خلیفۃ المسیح کا کہنا تھا یہ وقت ایک دوسرے کو انگیخت کرنے کا نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے محبت کے اظہار کا ہے اور یہ وقت یکجہتی پیدا کرنے کا ہے۔ خلیفہ نے بالخصوص ہم جاپانیوں کو ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ ہمیں علم ہے کہ جنگ کی تباہ کاریاں کیا ہوتی ہیں۔ خلیفہ نے فرمایا کہ جاپان کو چاہئے وہ اپنی تاریخ سامنے رکھتے ہوئے ہر قسم کے فساد کی روک تھام کے لئے سب سے آگے کھڑا ہو۔

☆ ایک دوست Yoshida (یوشیدا) صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: مجھے پہلے اس بات پر یقین نہیں آتا تھا لیکن آج معلوم ہوا ہے کہ اسلام عالمی سطح پر مذہبی آزادی چاہتا ہے۔ احمدیوں نے زلزلہ کے دوران ہماری مدد کی تھی اور اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ یہ اسلامی تعلیمات اور خلیفہ کی رہنمائی ہے، جس کے باعث وہ ایسے عمل کرتے ہیں۔ آپ لوگوں نے مشکل میں ہماری مدد کی تھی اور اب میں ہر مشکل میں احمدیوں کی جہاں بھی ضرورت پڑے مدد کرونگا۔

خلیفہ نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ ہم جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ گو کہ جاپان میں کوئی اندرونی لڑائی نہیں ہے لیکن آپ نے ہمیں اس بارے میں متوجہ کیا ہے کہ بیرونی لڑائیاں بھی ہمیں متاثر کریں گی۔

چاہے دوسرے لوگ ہمیں بہت اعلیٰ اقدار کے مالک سمجھتے ہوں لیکن میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ جاپان میں اخلاقیات زوال کا شکار ہیں۔ اس لئے ہمیں وہ امن پسند تعلیمات اپنانی چاہئیں جن کا خلیفہ پرچار کر رہا ہے۔

☆ ایک جاپانی دوست Mr Itesen نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اپنے تاثرات کا اظہار کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں بہت مشکور ہوں کہ اس قدر مشہور اور قابلِ احترام وجود اتنی دور سے سفر کر کے ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بہت فخر کی بات ہے کہ خلیفہ جاپان میں ہیں۔

آپ جاپانیوں کو امن کی تعلیم اور اسلام کی سچائی کی طرف بلانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ عام طور پر ہمیں مسلمانوں سے ملنے کا اتنا اتفاق نہیں ہوتا لیکن میں اس بات پر بہت فخر محسوس کر رہا ہوں کہ آج میں نے دنیا کے سب سے عظیم مسلمان سے ملاقات کی ہے۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں۔

جب میں خلیفہ کو دیکھتا ہوں کہ تو سوائے حکمت، سچائی اور خلوص کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں، آپ کے وجود سے ہی سچائی چھلکتی ہے۔ آپ عظیم انسان ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ جنگ کب ہوگی، میں سمجھتا تھا کہ جنگ ہو کر رہے گی لیکن اب میرا خیال ہے کہ ہم اس جنگ کو روک سکتے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں خلیفہ کی باتوں پر عمل کرنا پڑیگا۔

مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ اسلام کی سچی تعلیمات جیسے خلیفہ پیش کر رہے ہیں، یہ ہمارے ملک کے لئے بہتر ہے۔

☆ ایک جرنلسٹ Takayano Kazuo صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: خلیفہ کا پیغام دراصل امن کا پیغام ہے۔ آپ نے امن قائم کرنے اور جنگ روکنے کے لئے جاپان کو اپنا کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اور یہی وقت کی ضرورت ہے۔ میں اس بات کی بہت قدر کرتا ہوں کہ آپ ہمارا درد محسوس کرتے ہیں جو ایٹمی حملوں سے ہم نے سہا اور آپ ہمارے اس دکھ اور تکلیف میں ہمارے ساتھ ہیں۔

علم فلکیات کے پی ایچ ڈی کے ایک سٹوڈنٹ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات اور اس کے استفسارات کے جوابات

ناگویا میں ٹوکیو کی ایک مشہور یونیورسٹی (Rikyo University) کے ایک طالب علم Kohji Yajima صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی تھی۔

موصوف علم فلکیات (Cosmology) میں پی۔ایچ۔ڈی کر رہے ہیں۔ جماعت سے ان کا تعارف شمال مشرقی جاپان کے زلزلہ اور تسونامی کے بعد ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے لگائے جانے والے امدادی کیمپ میں ہوا جس کے بعد یہ تقریباً 6 ماہ وہاں کیمپ میں کام کرتے رہے۔ اس کے بعد یہ مستقل رابطے میں ہیں اور جماعت سے بہت اچھا تعلق رکھتے ہیں۔

حضور انور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ آپ کس مضمون پر تحقیق کر رہے ہیں؟

اس پر موصوف نے بتایا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کائنات کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اسی بارہ میں تحقیق کر رہا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ Big Bang کے بارہ میں تحقیق کر رہے ہیں تو آپ کو یہ جان کر بڑی حیرت ہوگی قرآن کریم اس کے متعلق بہت پہلے بیان کر چکا ہے۔ حضور انور نے قرآن کریم سے آیت کا حوالہ نکال کر فرمایا کہ سورۃ الانبیاء کی آیت 31 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کائنات، زمین و آسمان ایک بند چیز تھی۔ ''ففتقنٰھما''۔ پس ہم نے انہیں پھاڑا اور کھول دیا اور اس سے یہ کائنات پیدا ہوئی۔ اور یہ بات بھی قرآن سے ثابت ہے کہ کائنات مسلسل بڑھ رہی ہے بلکہ قرآن کریم نے تو یہ بھی بتایا ہے کہ ہمارے عالم جیسے اور بھی کئی عالم اس کائنات میں موجود ہیں جو آہستہ آہستہ سائنس دریافت کر لے گی۔ اور یہ بات قرآن اُس وقت بیان کر چکا ہے جبکہ دنیا اس بات سے بالکل ناواقف تھی اور ابھی صرف چند سال پہلے ہی سائنس ان باتوں کو دریافت کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن کریم یقینی بات بتاتا ہے اور بہت سے سائنسدان ایسے گزرے ہیں جنہوں نے قرآن کی بات کو بنیاد بنا کر

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

تحقیق کی اور قرآن نے صحیح نتائج تک ان کی راہنمائی فرمائی۔ انہی میں سے ایک ڈاکٹر عبدالسلام بھی تھے جنہوں نے قرآن کے دعویٰ کو بنیاد بنا کر تحقیق کی اور پھر ان کی کامیابی پر ان کو نوبیل پرائز بھی ملا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قرآن میں 700 سے زیادہ آیات ایسی ہیں جو سائنس سے متعلق ہیں۔ اور انہوں نے قرآن کے اس دعویٰ پر تحقیق کی کہ ہر چیز جوڑے میں پیدا کی گئی ہے تو ایٹم کا بھی جوڑا ہوگا اور انہوں نے یہ ثابت بھی کیا۔

☆ موصوف Kohji صاحب نے سوال کیا کہ اگر میں قرآن پر ایمان لائے بغیر قرآن کو بنیاد بنا کر تحقیق کر کے کچھ ثابت کرسکوں تو کیا یہ غلط ہوگا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ اس کے بغیر بھی تحقیق کی نئی راہیں تلاش کر سکتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر علم کی بات، حکمت کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے وہ اسے جہاں بھی ملے لے لینی چاہیے۔ اس لئے جو بھی آپ تحقیق کر کے ثابت کریں گے ہم اسے قبول کریں گے۔ خاص کر اگر آپ کوئی ایسی بات ثابت کریں گے جو پہلے سے قرآن کریم میں موجود ہوگی تو اس سے ہمارا ایمان اور بڑھے گا اور قرآن کی قطعیت پہلے سے بڑھ کر ہم پر واضح ہوگی۔ تو جس طرح علم کی بات، حکمت کی بات جس سے بھی ہمیں ملے ہم قبول کرتے ہیں تو ہم آپ سے بھی یہ چاہتے ہیں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں اور قرآن کریم کو صرف ایک مذہبی کتاب سمجھ کر چھوڑ نہ دیں بلکہ اس کے اندر جو سائنسی حقائق بیان ہوئے ہیں، ان کو لیں اور غور اور تدبر کریں۔

☆ اس کے بعد Kohji صاحب نے سوال کیا کہ آپ کا دوسرے مذاہب کے بارہ میں کیا خیال ہے کیا وہ بھی سچے ہیں یا جھوٹے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا یہ ایمان ہے جیسا کہ قرآن نے فرمایا ہے کہ ہر ایک قوم میں اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے ہیں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے اور ان کی راہنمائی کی ہے۔ اس لحاظ سے ہم موسیٰؑ، عیسیٰؑ، کرشنؑ، بدھؑ سب کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانتے ہیں۔ اور ہمارا یہ ماننا ہے کہ ہر ایک نبی نے ایک جیسی تعلیم ہی دی مگر ان کی وفات کے بعد بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کی تعلیم میں شامل کر دیں۔ اب یہ ان مذاہب کے ماننے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مذہب کی اصل تعلیم کو تلاش کریں اور اس پر عمل کریں۔ کوئی بھی مذہب جھوٹا نہیں تھا مگر جو باتیں بعد میں ان مذاہب میں داخل ہوئیں انہوں نے ان مذاہب کی اصل شکل بگاڑ دی ہے۔ اس اصل شکل کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ موصوف نے پوچھا کہ کیا ان اختلافات کے باوجود مختلف مذاہب کے درمیان امن کی کوئی راہ موجود ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بالکل موجود ہے اور اس بارہ میں جو اصول قرآن کریم نے بیان کیا ہے وہ بہترین اصول ہے اور وہ یہ کہ تمام مذاہب کے لوگ کسی ایسی بات پر اکٹھے ہو جائیں جو ان کے درمیان مساوی اور سانجھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ تو اگر تمام مذاہب کے لوگ صرف اس بات پر مل بیٹھیں کہ ہم سب ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں تو یہ بات بین المذاہب امن کے لئے ایک بہت اچھی بنیاد فراہم کرے گی۔

پھر ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی قدر کرنا اور کوئی نازیبا الفاظ ان کی شان میں نہ کہنا بھی بین المذاہب امن کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس بارہ میں اسلام نے بہت مکمل اور جامع تعلیم دی ہے کہ کسی بھی مذہبی پیشوا کے متعلق کسی قسم کی توہین کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ فرمایا کہ ان کی تکریم کرنا اور ان پر ایمان لانا کہ وہ خدا کے فرستادے اور اس کے پیارے تھے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔

پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کسی کے جھوٹے خدا کو بھی برا مت کہو کہ وہ اس کے بدلے میں تمہارے سچے خدا کو برا بھلا کہے گا۔ تو اسلام نے تو امن کے سارے راستے اپنانے کی ہمیں تلقین کی ہے اور ہم اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

Kohiji صاحب نے آخری سوال پوچھا کہ کیا اسلام پر ایمان لانے کے بغیر بھی نجات مل سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا خدا جس پر ہم ایمان لاتے ہیں وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ اور اس نے اپنی کتاب میں یہ صاف فرما دیا ہے کہ ہر شخص کے لئے نجات کے دروازے کھلے ہیں بے شک وہ کوئی عیسائی ہے کوئی بدھ مذہب کا پیرو کار ہے یا کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے والا ہو۔ بلکہ ہمارا خدا تو اس قدر رحم کرنے والا ہے کہ حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ دو آدمی آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے ایک نے کہا کہ میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا اور ہمیشہ برائی کی ہے۔ دوسرے نے کہا پھر تو تم جہنم میں جاؤ گے، مَیں نے تو بہت نیک اعمال کئے ہیں، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے وغیرہ اس لئے میں جنت میں جاؤں گا۔ تو جب وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوئے تو اللہ نے اس بندے کو جس نے کوئی عمل نہ کیا تھا جنت میں بھیج دیا اور جو کہتا تھا میں نے عمل کئے ہیں اس کو فرمایا کہ تیرے سارے عمل ریاکاری کے لئے تھے اس لئے ان سب کا اجر اس آدمی کو دے دیا گیا ہے جس کو تو جہنمی کہتا تھا اور اس کو دوزخ میں ڈال دیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اللہ جو بہت رحم کرنے والا ہے نجات کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہے بخش دے، جس کو چاہے سزا دے۔ ہمیں بس یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس کی باتیں مانیں اور نیک عمل کریں کہ اللہ ہمیں بخش دے۔

......☆......☆......☆......

24 نومبر 2015 (بروز منگل)
ٹوکیو (جاپان) سے روانگی اور لندن (برطانیہ) میں ورود مسعود

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے آئے۔

آج جاپان سے لندن روانگی کا دن تھا۔ سات بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی اور ٹوکیو کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ Narita کے لئے روانگی ہوئی۔

ایئرپورٹ پر صبح سے ہی ٹوکیو اور ناگویا کی جماعتوں سے احبابِ جماعت مرد و خواتین اور بچے بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جمع تھے۔

برٹش ایمبیسی کی طرف سے ایک خصوصی انتظام کے تحت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈز کے حصول اور پاسپورٹس پر exit stamp لگنے کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔

آٹھ بجکر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ پروٹوکول آفیسرز نے حضور انور کو ریسیو کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الوداع کہنے کے لئے آنے والے احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ایئرپورٹ کے اندرونی حصہ میں تشریف لے گئے۔ پروٹوکول آفیسر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے ساتھ فرسٹ کلاس لاؤنج میں لے آئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا۔

یہاں سے دس بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ پروٹوکول آفیسرز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جہاز کے دروازہ تک چھوڑنے آئے۔ برٹش ایئرویز کی پرواز BA 006 گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر Narita ایئرپورٹ ٹوکیو سے لندن (برطانیہ) کے ہیتھرو ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئی۔ قریباً ساڑھے بارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد لندن (یوکے) کے مقامی وقت کے مطابق دو بجکر چالیس منٹ پر جہاز لندن کے ہیتھرو انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ برطانیہ کا وقت جاپان کے وقت سے نو گھنٹے پیچھے ہے۔

جہاز کے دروازے پر ایئرپورٹ کے ایک پروٹوکول آفیسر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ریسیو کیا اور اپنے ساتھ سپیشل لاؤنج میں لے آئے جہاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت یوکے اور مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔

امیگریشن افسر نے اسی لاؤنج میں آکر پاسپورٹ دیکھے۔ یہاں ایئرپورٹ سے تین بجکر 25 منٹ پر روانہ ہو کر قریباً چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مسجد فضل لندن میں ورود مسعود ہوا جہاں احبابِ جماعت کی ایک کثیر تعداد نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ مسجد فضل کے احاطہ کو خوبصورت اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک طرف خواتین اور بچیاں کھڑی تھیں اور دوسری طرف مرد احباب تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

اس طرح آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جاپان کا یہ تاریخ ساز اور دُور رس نتائج کا حامل دورہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں جن خوش نصیبوں کو اس تاریخی اہمیت کے حامل سفر پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی ان کے اسماء بغرضِ ریکارڈ درج ہیں۔

۱۔ حضرت سیدہ امۃ السبوح صاحبہ مدظلہا العالی (حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)
۲۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) ۳۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب (ایڈیشنل وکیل المال، لندن) ۴۔ مکرم عابد وحید خان صاحب (انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس لندن) ۵۔ مکرم سید محمد احمد صاحب (نائب افسر حفاظت خاص، لندن) ۶۔ مکرم محمود احمد خان صاحب (شعبہ حفاظت) ۷۔ مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب (شعبہ حفاظت) ۸۔ مکرم سخاوت علی باجوہ صاحب (شعبہ حفاظت) ۹۔ مکرم عطاء القدوس صاحب (شعبہ حفاظت)
۱۰۔ خاکسار عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

اس کے علاوہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل یوکے کے درج ذیل ممبران نے خطبہ جمعہ، مسجد کی افتتاحی اور reception کی تقاریب، حضور انور کے انٹرویوز اور دیگر جملہ پروگراموں کی ریکارڈنگ اور جاپان سے Live ٹرانسمیشن کے لئے اس دورہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی: ۱۔ مکرم منیر احمد عودہ صاحب۔ ۲۔ مکرم سفیر الدین قمر صاحب۔ ۳۔ مکرم سلمان عباسی صاحب۔ ۴۔ مکرم آصف ہادی صاحب۔

مکرم عمیر علیم صاحب انچارج شعبہ مخزن التصاویر نے بھی اس سفر میں شمولیت کی سعادت پائی۔ جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے ڈاکٹر تنویر احمد صاحب جاپان کے اس سفر کے دوران بطور ڈاکٹر ڈیوٹی پر قافلہ کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کیلئے یہ سعادت مبارک فرمائے۔

اس کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے سے چار خدام پر مشتمل اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی طرف سے پانچ خدام پر مشتمل سیکیورٹی ٹیمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاپان آمد سے قبل جاپان پہنچی تھیں۔ ان سب نے بھی بڑی مستعدی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے دوران جو انٹرویوز ہوئے ان کی اخبارات اور ویب سائٹس پر اشاعت کا سلسلہ دورہ کے بعد بھی جاری رہا۔

☆ **Shingetsu نیوز ایجنسی کے صحافی Michael Penn** نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا تھا جو تفصیل سے الجزیرہ کی ویب سائٹ پر شائع ہوا۔ اس انٹرویو کو جاپان کے علاوہ دنیا بھر میں بہت سراہا گیا۔ انٹرویو لینے والے صحافی نے اس حوالہ سے لکھا کہ 'الجزیرہ انگریزی' پر نا گویا مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے جو میں نے آرٹیکل لکھا اس کا شمار ہفتہ بھر ویب

کلام الامام

"جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔"
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

"اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔"
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: طالب دُعا: سکینہ الٰہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندرآباد

سائٹ پر سب سے زیادہ پڑھے جانے والا آرٹیکلز میں ہوتا رہا۔ 22 ہزار سے زائد لوگوں نے اس کو فیس بُک پر شیئر کیا اور مزید جاری ہے۔‘ موصوف نے کہا کہ ’جب سے میں نے صحافت کا آغاز کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک میرا یہ سب سے زیادہ کامیاب آرٹیکل ثابت ہوا۔‘

یہ انٹرویو **الجزیرہ انگریزی**، ’**نیوز ایجنسی**‘ اور جماعت احمدیہ کے twitter accounts اور فیس بُک کے ذریعہ لاکھوں لوگوں تک پہنچ رہا ہے اور جاپانی اخباروں کے بعد انگریزی دان طبقہ اور جاپان میں بسنے والے غیر ملکیوں تک بھی اسلام احمدیت کے پیغام کی اشاعت کا ذریعہ بن رہا ہے۔ **یہی انٹرویو مکمل ترجمہ کے ساتھ انڈونیشیا کے میڈیا میں بھی شائع ہوا۔**

☆ الجزیرہ کی ویب سائٹ پر جب یہ خبر شائع ہوئی تو بعض غیر احمدیوں نے احمدیوں کے لئے مسلمان کا لفظ استعمال کرنے پر اعتراضات بھی کئے۔ صحافی مائیکل پین صاحب نے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ ’آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت احمدیوں کو غیر مسلم سمجھتی ہے لیکن میں احمدیوں اور ان کے رہنما خلیفہ سے ملا ہوں۔ اور ان سب کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مذہب اسلام ہے اور ان کی جماعت کا نام ’جماعت احمدیہ مسلمہ‘ ہے۔ میرے نزدیک جب وہ خود کہہ رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں تو پھر یہ بحث ہی ختم ہو جاتی ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو مجھے انہیں مسلمان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

☆ جہاں میڈیا میں وسیع پیمانے پر مسجد کی کوریج کی جارہی ہے وہاں بعض مخالفینِ جماعت اعتراضات بھی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاپانی لوگ از خود ان اعتراضات کے جواب دیکر مخالفین کے منہ بند کر رہے ہیں۔

☆ **اس کے علاوہ جاپان کے انگریزی میڈیا کے اخبار ’Japan Today‘ نے بھی الجزیرہ کی ویب سائٹ سے حضور انور کے الفاظ کو لیکر جلی حروف سے اپنی ویب سائٹس پر شائع کیا۔** اس حوالہ سے صحافی Michael Penn صاحب نے لکھا کہ: ’Japan Today‘ نے الجزیرہ ویب سائٹ سے خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب کے انٹرویو کا quote لے کر شائع کیا ہے۔ میرے نزدیک اس انٹرویو کی جلد ہی ویڈیو بھی نشر کر دینی چاہئے۔‘

☆ اتفاق سے آجکل مغربی میڈیا خصوصاً امریکہ میں دائیں بازوں کے خیالات رکھنے والے طبقہ نے جاپان کے بارہ میں خبریں شائع کی ہیں کہ جاپان میں مسلمان مسجدیں تعمیر نہیں کر سکتے، قرآن کریم کی اشاعت نہیں کر سکتے اور جاپان میں اسلام کی تبلیغ کی ممانعت ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ جاپان کے صحافی، یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور بعض دیگر اہلِ علم لوگ ’مسجد بیت الاحد‘ جاپان کا حوالہ دے کر ان اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کی وجہ سے بھی جاپان میں جماعت کا وسیع پیمانہ پر تعارف ہو رہا ہے۔

☆ **24 نومبر 2015ء کو جاپان کے سب سے مشہور انگریزی اخبار ’The Japan Times‘ نے مسجد کے افتتاح کی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:** ’ایچی پریفیکچر Tsushima میں مسلمان جماعت کی ایک بہت بڑی مسجد کی افتتاح تقریب منعقد ہوئی۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے مطابق اس مسجد میں پانچ سو نمازیوں کی گنجائش ہے اور اس کا شمار جاپان کی بڑی مساجد میں ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے عالمی سربراہ مرزا مسرور احمد صاحب نے مسجد کے افتتاح کے موقع پر کہا کہ ’پیرس میں ہونے والے دہشتگردانہ حملے نہایت ظالمانہ تھے اور جو لوگ معصوم لوگوں کی جانیں لیتے وہ اصل میں اللہ تعالیٰ کے غضب کو بلاتے ہیں۔ اسلام کو پھیلانے کے لئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں ہے۔

اخبار نے لکھا: اس تقریب میں 27 بیرونی ممالک سے تشریف لائے ہوئے نمائندگان کے علاوہ مقامی جاپانی افراد، بدھسٹ پریسٹس اور شرائن کے نمائندگان شریک ہوئے۔

☆ اسی طرح گزشتہ جمعہ **27 نومبر کو بھی Nagoya TV** کی ٹیم مسجد آئی اور وہاں پر مسجد کے بیرونی احاطہ میں پودا لگانے کی تقریب اور جمعہ کے مناظر نشر کئے۔

جاپانیوں کی مسجد بیت الاحد میں دلچسپی

☆ میڈیا میں کوریج کی وجہ سے جاپانی لوگوں کی مسجد کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے اور جاپانی لوگ مختلف گروپس کی شکل میں اور انفرادی طور پر مسجد آرہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی واپسی کے اگلے روز ہی سات لوگ انفرادی طور پر اور دو گروپس مسجد کے وزٹ کے لئے آئے۔ اسی طرح نمازِ ظہر، نمازِ عصر اور نمازِ مغرب پر جاپانی، سری لنکن، ترک اور انڈونیشین مسلمان دوست شامل ہو رہے ہیں۔ ان سب نے بتایا کہ انہیں اخبار اور ٹی وی کے ذریعہ مسجد کا علم ہوا تھا اور انہوں نے مسجد آکر بہت خوشی کا اظہار کیا۔

☆ اسی طرح ایک جاپانی دوست مسجد آئے اور آکر قرآن کریم اور اسلام کے بارہ میں دیگر لٹریچر کا مطالبہ کیا۔ ایک اور جاپانی دوست مسجد دیکھنے کے لئے آئے اور کہنے لگے کہ مسجد کا سب سے مقدس ترین حصہ کونسا ہے؟ اس پر انہوں نے محراب میں کھڑے ہو کر مخصوص جاپانی انداز میں مسجد کے لئے ادب واحترام کا اظہار کیا۔ لوگوں کی مسجد میں آمد کا یہ سلسلہ جاری ہے اور یہ مسجد جاپان میں اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہو رہی ہے۔

☆ بہت سے لوگ مسجد کے باہر سے ہی تصاویر کھینچ کر اپنے فیس بک اور دیگر سوشل میڈیا کے فورمز پر شیئر کر رہے ہیں۔

....

☆ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس دورہ کے ذریعہ مختلف رپورٹس کے مطابق جاپان میں 52 ملین سے زائد افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام جاپانی قوم تک پہنچا اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔**

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ’مسجد بیت الاحد‘ کے افتتاح کے ذریعہ جاپان میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ایک نیا باب کھلا ہے جو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی جاپان میں اشاعتِ اسلام کی شدید خواہش کو پورا کرنے کا باعث ہو رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے لگایا ہوا یہ پودا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے سایہ تلے دن بدن ترقی کی منازل طے کرتا چلا جارہا ہے اور ہر آنے والا دن نئے انقلابات کی نوید لے کر آتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 1954ء میں فرمایا تھا:

”جاپان کتنا عظیم الشان ملک ہے، اگر ہم وہاں مشن کھول دیں اور خدا کرے، وہاں ہماری جماعت قائم ہو جائے تو احمدیت کی آواز سارے مشرقی ایشیا میں گونجنے لگ جائے گی۔“

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرقی ایشیا کے ملک جاپان میں مسجد بیت الاحد کی تعمیر سے احمدیت کی آواز نہ صرف جاپان کی سرزمین پر بلکہ اس مسجد کے میناروں سے یہ آواز سارے مشرقی ایشیا میں گونجے گی۔ کوریا، چین اور تائیوان اور دیگر مشرقی ایشیائی ممالک سب اسلام کے حسین پیغام سے فیضیاب ہوں گے اور سعید روحیں اس پیغام پر لبیک کہتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چشمہ سے سیراب ہوں گی۔ انشاء اللہ

......☆......☆......☆......

سیرت حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت وسوانح پر کتاب تالیف کی جارہی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ذات باصفات سے متعلق کوئی بھی تجربہ ہو یا کوئی واقعہ معلوم ہو تو براہ مہربانی اسے تحریر کر کے درج ذیل پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز اگر حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی زندگی سے متعلق کسی بھی رسالہ یا جریدہ میں شائع ہونے والے مضمون کا علم ہو تو اس کی نقل یا حوالہ ارسال فرمادیں۔ (انچارج شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

ای میل: tadwinetareekh@gmail.com فون: 98763-76447

اعلان برائے آسامی ڈرائیور

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ایک ڈرائیور کی آسامی پُر کی جانی مقصود ہے جو دوست بطور ڈرائیور خدمت کرنے کے خواہش مند ہوں وہ اپنی درخواست دو ماہ کے اندر نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ میں بھجوا سکتے ہیں۔ شرائط درج ذیل ہیں۔

1۔ امیدوار کے پاس ڈرائیونگ لائسنس اور ڈرائیونگ کا تجربہ ہونا ضروری ہے۔
2۔ امیدوار کیلئے تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے۔
3۔ امیدوار کو برتھ سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہوگا۔
4۔ وہی امیدوار ڈرائیور کی خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو انٹرویو بورڈ تقرر کارکنان میں کامیاب ہوں گے۔
5۔ وہی ڈرائیور خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہوں گے۔
6۔ امیدوار ڈرائیور کو درجہ دوئم کے برابر الاؤنس و دیگر سہولیات دی جائے گی۔
7۔ امیدوار کے اخراجات سفر خرچ قادیان آمد و رفت اپنے ہوں گے۔
8۔ اگر امیدوار کی سلیکشن ہوتی ہے تو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

نوٹ: مجوزہ درخواست فارم نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کرلیں۔ درخواست فارم پُر ہو کر آنے پر اس کے مطابق کاروائی ہوگی۔ (ناظر دیوان قادیان)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں:

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان

موبائل: 09815433760 دفتر: 01872-501130

E-mail: nazaratdiwanqdn@gmail.com

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری و شوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

خطبہ نکاح
اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2 رجون 2013 بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا۔ عزیزہ امۃ الشافی سید جو واقفۂ نو ہے اور یہ مکرم سید احمد یحییٰ صاحب کی بیٹی ہیں، ان کا نکاح عزیزم طارق احمد حیات ابن رفیق حیات صاحب کے ساتھ 20 ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ امۃ الشافی جیسا کہ میں نے کہا خود تو واقفۂ نو ہے اور مکرم سید عبد الحیٔ شاہ صاحب کی پوتی ہے، جو واقف زندگی تھے اور ایک بڑا لمبا عرصہ ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ بڑی وفا کے ساتھ انہوں نے جماعت کی خدمت کی اور وقف میں رہتے ہوئے انہوں نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم بھی دلوائی اور بڑے بےنفس انسان تھے۔ عزیزہ شافی کا یہ نکاح میرا خیال ہے کہ ان کی نسل میں سے پہلا ہے۔ عزیزہ کی دادی دادا دونوں وفات پاچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو ہر لحاظ سے خوش بھی رکھے اور وہ دعائیں جو سید عبد الحیٔ شاہ صاحب اور ان کی اہلیہ کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کا بھی ان لوگوں کو وارث بنائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شاہ صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، علاوہ جماعتی خدمات کے اور بڑی وفا کے ساتھ اور بےنفس ہو کر خدمات کے، ان کی گھریلو زندگی بھی بڑی خوش گوار گزری ہے اور باوجود واقف زندگی ہونے کے دونوں میاں بیوی نے بڑی قناعت سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اپنی زندگیاں گزاری ہیں۔ اسی طرح اس لڑکی کے اور لڑکے کے والدین جو ہیں جہاں تک میرے علم میں ہے ان دونوں کی زندگیاں بھی آپس میں، لڑکی کے ساس سسر کی بھی اور لڑکے کے ساس سسر کی بھی اور ماں باپ کی بھی آپس میں پیار محبت سے گزری ہیں اور یہی چیز ہے جو آگے پھر ایک تو گھروں کے سکون کو قائم رکھتی ہے اور اگلی نسلوں کو بھی نیکیوں پر چلنے کی توفیق دیتی ہے کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کے نمونے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس آج قائم ہونے والے یہ رشتے بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ ایک دوسرے پر اعتماد ہو۔ ایک دوسرے سے وفا ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ اگر ان چیزوں کو مدنظر رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ رشتے ہمیشہ قائم رہنے والے اور نیک اولاد پیدا کرنے والے اور گھروں کے سکون کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آج یہ رشتہ جو قائم ہو رہا ہے ان باتوں کا خیال رکھنے والا ہو۔ اب میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

اعلان نکاح اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 دسمبر 2015 بروز منگل نماز ظہر و عصر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆محترمہ بشریٰ خاتون صاحبہ
(اہلیہ مکرم طاہر احمد تنویر صاحب، لندن)
4 دسمبر 2015 کو 68 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم عابد حسین صاحب مرحوم آف بھاگلپور کی بیٹی تھیں۔ آپ کی فیملی مخالفت کی وجہ سے بھاگلپور سے قادیان شفٹ ہوئی جہاں حضرت مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب رضی اللہ عنہ نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ شادی کے بعد سکھر میں آباد ہوئیں۔ آپ بہت ملنسار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، انتہائی سادہ طبیعت کی مالک، سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرکز سے آنے والے جماعتی مہمانوں کی بڑی خوش دلی سے مہمان نوازی کیا کرتیں۔ جماعت کے ساتھ اور خصوصاً خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 2 بیٹے اور 5 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ ناصرہ حیدر صاحبہ
(اہلیہ مکرم اقبال حسین صاحب، نائب صدر لانڈھی، کراچی)
10 مئی 2015 کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش اور چندوں میں باقاعدہ، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ سکول کے عملہ کو گھر بلا کر دعوت الی اللہ کرتیں اور ان کی غلط فہمیاں دور کیا کرتی تھیں۔

(2) مکرمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ
(اہلیہ مکرم محمد جمیل صاحب مرحوم، راولپنڈی)
5 اکتوبر 2015 کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے تین سال معاونہ صدر لجنہ راولپنڈی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، جماعتی چندوں کی بروقت ادائیگی کرنے والی، مہمان نواز، نیک، دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم ارشاد احمد دانش صاحب مربی سلسلہ (نیچ بھاٹہ راولپنڈی) کی والدہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین ☆......☆......☆

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 24

بہت پسند ہے۔ تو مومن کے لئے اپنی کوششوں میں سے ایک خانہ خدا کے لئے بھی چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔

عموماً نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھتے رہتے ہیں کہ ترقی یافتہ قومیں خدا سے دور جا کر شاید ترقی کر رہی ہیں اور مسلمان مذہب کی وجہ سے انحطاط کا شکار ہو رہے ہیں جبکہ حقیقتاً مسلمان اپنے نکمے پن اور توکل کے غلط تصور کی وجہ سے اپنی ساکھ کھو بیٹھے ہیں اور کمزوری کا شکار ہو رہے ہیں اور جہاں کچھ کرتے ہیں وہاں بھی غلط approach ہے ان کی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت ہے کہ اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور جو کچھ وعدہ کیا جاتا ہے وہ بھی ہے۔ فرمایا اس سے ایک نادان دھوکہ کھاتا ہے اور تدابیر کے سلسلے کو باطل کر دیتا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ملے گا اس لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کچھ بھیج دے گا۔ حالانکہ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم زمین میں منتشر ہو جاؤ اور خدا کے فضل کو تلاش کرو اور خدا کا فضل تلاش کرنا یہی ہے کہ محنت کرو اور اپنے قویٰ کو استعمال میں لاؤ۔ فرمایا کہ بعض لوگ ٹھوکر کھا کر اسباب پرست ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ خدا کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار محض خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو جاتے تو تیاری کرتے تھے۔ گھوڑے ہتھیار بھی ساتھ لیتے تھے بلکہ آپ بعض اوقات دو دو زرہیں پہن کر جاتے تھے تلوار بھی کمر سے لٹکاتے تھے حالانکہ ادھر خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ پس تدبیر پوری کر کے پھر توکل کا حکم ہے۔ اسی طرح ہر معاملے میں محنت کر کے پھر توکل کا حکم ہے اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی مدد نہیں آتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام 'بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے' کی ایک بڑی خوبصورت تشریح حضرت مصلح موعود نے فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب وہ وقت آئے گا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تو آپ کے صحابہ اور تابعین اور پھر تبع تابعین سے بھی ان کے درجات کے مطابق برکت حاصل کی جائے گی۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ طاقت مل جانے کے بعد تم کہیں ظلم نہ کرنے لگ جاؤ۔ پس تم خوشی منانے کے ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتے رہو اور اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی دعائیں کرو۔ وہ دن دور نہیں جب حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام پورا ہوگا لیکن وہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں سے اسی وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ گے تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا جو کہ آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تبلیغ ہوگی پھیلے گی بادشاہتیں آئیں گی تب وہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کی کوشش بھی کریں گے۔ (پھر حضور انور نے تبرکات کو محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں راہنمائی فرمائی)

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی اشاعت کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کاتبوں کے نخرے برداشت کرتے تھے اور معیار اچھا رکھنے کی کوشش فرماتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی معمولی کاتب سے کتاب لکھوائی جائے کیونکہ اس طرح کتاب کا معیار لوگوں کی نظر میں کم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی کتب کی چھپوائی کے بارے میں ایک خاص فکر نظر آتی ہے اس کا پتہ چلتا ہے کہ غیروں کے سامنے بھی اسلام کے دفاع اور اس کی خوبصورتی کے بارے میں جو ممکنہ عمدہ چیز پیش ہو سکتی ہے وہ کی جائے اور اپنوں کے علم میں اضافے کے لئے بھی بہترین شکل میں اسلام کی تعلیم سامنے آئے۔

پس حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو ہمیں خاص طور پر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے انہی سے ہمارا دینی علم بھی بڑھے گا اور ہمیں تبلیغ کا شوق بھی پیدا ہوگا ہمارے علم میں برکت بھی پڑے گی اور دنیا کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے قابل ہوں گے۔ پس نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ تبھی بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کے الہام کی صحیح حقیقت آشکار ہو سکے گی اور اس کی ہمیں سمجھ بھی آئے گی اور ہم تبلیغ کے اعلیٰ معیار پیدا کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو سمجھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے تین مرحومین مکرم چودھری عبدالعزیز صاحب ڈوگر (ربوہ)، مکرمہ اقبال نسیم عظمت بٹ صاحبہ زوجہ مکرم غلام سرور بٹ صاحب اور مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ زوجہ محترم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش مرحوم کے اوصاف حمیدہ اور خدمات کا ذکر فرماتے ہوئے نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

☆......☆......☆

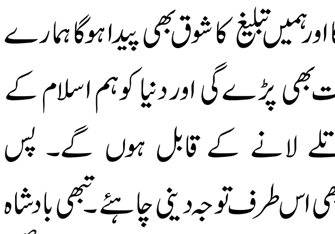
Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7, Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 246: میں محمد حشمت اللہ ولد مکرم محمد صبغت اللہ صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 47 سال پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ رچمنڈ ٹاؤن ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ؍اکتوبر 2003 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ نقد مبلغ -/76,000 روپے اور فیکٹری کا سامان اندازہ قیمت -/50,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جائداد ماہوار -/7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ملک محمد مقبول طاہر   العبد: محمد حشمت اللہ احمدی   گواہ: عطاء اللہ نصرت

مسل نمبر 7693: میں تاجور غلام زوجہ مکرم عبد الحکیم غلام احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 58 سال پیدائشی احمدی ساکن کمیلا روڈ، پورب سرائے ڈاکخانہ مونگیر ضلع مونگیر صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم ؍دسمبر 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: انگوٹھی ایک عدد، ٹاپس ایک جوڑی کل وزن 10 گرام، حق مہر -/5000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت منظوری وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد بھٹی   الامۃ: تاجور غلام   گواہ: محمد حبیب احمد

مسل نمبر 7694: میں امام الدین رنگریز ولد مکرم عدو خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 49 سال تاریخ بیعت 1994 ساکن مسرور منزل، الامان سوسائٹی، ڈاکخانہ نارول ضلع احمد آباد صوبہ گجرات، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 ؍اکتوبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5700 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رئیس الدین احمد خان   العبد: امام الدین رنگریز   گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7695: میں مرزا جامعہ سلطانہ بنت مکرم مرزا رفیق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن بٹھاری ڈاکخانہ سروپ نگر ضلع نارتھ 24 پرگنہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ؍مئی 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظفر صدیق   الامۃ: مرزا جامعہ سلطانہ   گواہ: مرزا نعیمہ بیگم

بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 10

یونس صاحب کو نشانہ بنا کر بھاگ گئے۔ بہرحال ان کو ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہاں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد اور بھائی غیر احمدی ہیں۔ ان کے رشتہ داروں نے اپنے کسی جاننے والے مولوی سے ہی جنازہ پڑھایا۔ اس وقت احمدی پہنچ نہیں سکے تھے۔ اس (مولوی) نے یہ بھی کہا کہ یہ موت نہایت ظالمانہ طریق پر ہوئی ہے۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس طرح کسی بندے کو قتل کرنا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ بعد میں احمدی پہنچے تو نماز جنازہ غائب وہاں پر ان کے گھر میں ہی ادا کی گئی۔ کیونکہ کچھ نہ کچھ مخالفت تو تھی۔ اس لئے یہ بھی خطرہ تھا کہ ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے مولوی شور مچائیں گے اور قبرستان میں تدفین نہیں ہونے دیں گے۔ لیکن اللہ کے فضل سے امن وامان سے تدفین بھی ہوگئی۔ اب وہاں کی جو کرائم انویسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ ہے وہ پولیس اہلکار آئے اور جماعت کے بعض افراد کو اپنے دفتر لے گئے۔ وہاں ان کو مکمل طور پر معلومات دی گئیں۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بارے میں بتایا گیا۔ یہ سن کے وہ لوگ بہت حیران ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم نے تو آپ لوگوں کے بارے میں کچھ اور ہی سن رکھا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ جو کچھ ہو سکا ہم انشاء اللہ اس حقیقت کو سامنے لانے کے لئے کریں گے اور پھر پولیس نے کوشش بھی کی اور بعد میں کچھ دیر کے بعد دو قاتلوں کو انہوں نے پکڑ بھی لیا اور ان کا بھی یہی خیال تھا کہ اس کے بھی ڈانڈے سیریا کے لوگوں سے جا کے ملتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک آدمی جو یہاں سے سیریا گیا ہوا ہے وہ وہاں سے آیا تھا اس نے بتایا کہ وہاں چار احمدی افراد ہیں جن کو تم نے قتل کرنا ہے۔ پہلے ایک احمدی پر ایک حملہ ہوا تھا۔ چاقوؤں سے اس پہ وار کئے گئے تھے اور سلاخوں سے مارا گیا۔ ان کی ہڈیاں بھی ٹوٹیں۔ زخمی بھی ہوئے۔ تقریباً مردہ چھوڑ کر چلے گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ یہ دو تین مہینے یا چھ مہینے پہلے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت دی اور اب وہ ٹھیک ہیں لیکن یہاں ان کو شہید کرنے پر کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ بہرحال پولیس اور بھی پکڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اللہ کرے کہ سارے اپنے کیفر کردار تک پہنچیں۔

مقامی احمدیوں کا جو ردّعمل ہے انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے کہ یونس صاحب کے اس طرح ظالمانہ طور پر قتل کئے جانے پر کاشغر کِشتا کجماعت کے افراد غمگین بھی ہیں لیکن انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں کسی چیز کا خوف نہیں ہے۔ ہم اس شہادت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے پیغام کو پھیلاتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مضبوط ایمان کے لوگ ہیں۔

یونس عبدل جلیلوف (Yunusjan Abdujalilov) صاحب 1978ء میں پیدا ہوئے تھے۔ 2008ء میں انہوں نے بیعت کی تھی اور ابتدائی احمدیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے رشتہ داروں کی طرف سے بڑی مخالفت بھی ہوئی لیکن یہ عہد بیعت پر قائم رہے۔ کہتے ہیں بیعت کے بعد ان میں بڑی غیر معمولی روحانی تبدیلی آئی۔ ہر وقت دینی علوم کی تلاش میں رہتے تھے۔ اس حوالے سے مبلغین کے ساتھ بھی ہر وقت رابطے میں رہتے تھے اور جب بھی دین کی کوئی نئی بات سیکھتے تو بہت خوش ہوتے۔ پنجوقتہ نماز باجماعت کے پابند تھے۔ شہادت کے وقت اپنی جماعت کے جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کر رہے تھے۔ جماعت کے بڑے ایکٹو (active) ممبر تھے۔ اپنے پیچھے انہوں نے اہلیہ، تین بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑے ہیں۔ بڑی بیٹی 9 سال کی۔ دوسری بیٹی چھ سال کی۔ تیسری تین سال کی اور سب سے چھوٹا بیٹا تین ماہ کا ہے۔ ہمارے مبلغ جو وہاں رہ چکے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یونس صاحب اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ پھر بعد میں آپ کی اہلیہ نے بھی بیعت کر لی تھی۔ بہت ہی پیارے اور فدائی احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے عشق کا تعلق تھا۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے۔ بہت خوش مزاج ملنسار تھے۔ دین سیکھنے اور تبلیغ کرنے کا بے حد شوق تھا۔ ان کی نمازوں میں خشوع وخضوع ہوتا تھا۔ قرغیزستان جماعت کی ترقی کے بارے میں اکثر سوچتے رہتے اور اس کے لئے بہت دعائیں بھی کرتے تھے۔ جماعتی نمائندگان اور مبلغین کا بہت احترام کرتے تھے اور سب سے ان کا انتہائی پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ بعض مبلغین پہ جب قانونی مجبوریاں ہوئیں اور جانا پڑا تو یہ بڑے دکھی تھے کہ مبلغین کو ملک چھوڑنا پڑا۔ پہلے رشیا تھا اب قرغیزستان تو رشیا کی زمین میں اسلام اور احمدیت کی راہ میں اپنا خون پیش کرنے والے یہ پہلے شہید ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کے خون کا ہر قطرہ بے شمار نیک فطرت اور سعید روحوں کو جماعت میں شامل کرنے کا باعث بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کا بھی حافظ و ناصر ہو اور ان کے ایمان اور یقین میں ترقی دیتا چلا جائے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے ابھی نماز کے بعد ان کا نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا انشاء اللہ۔

......☆......☆......☆......

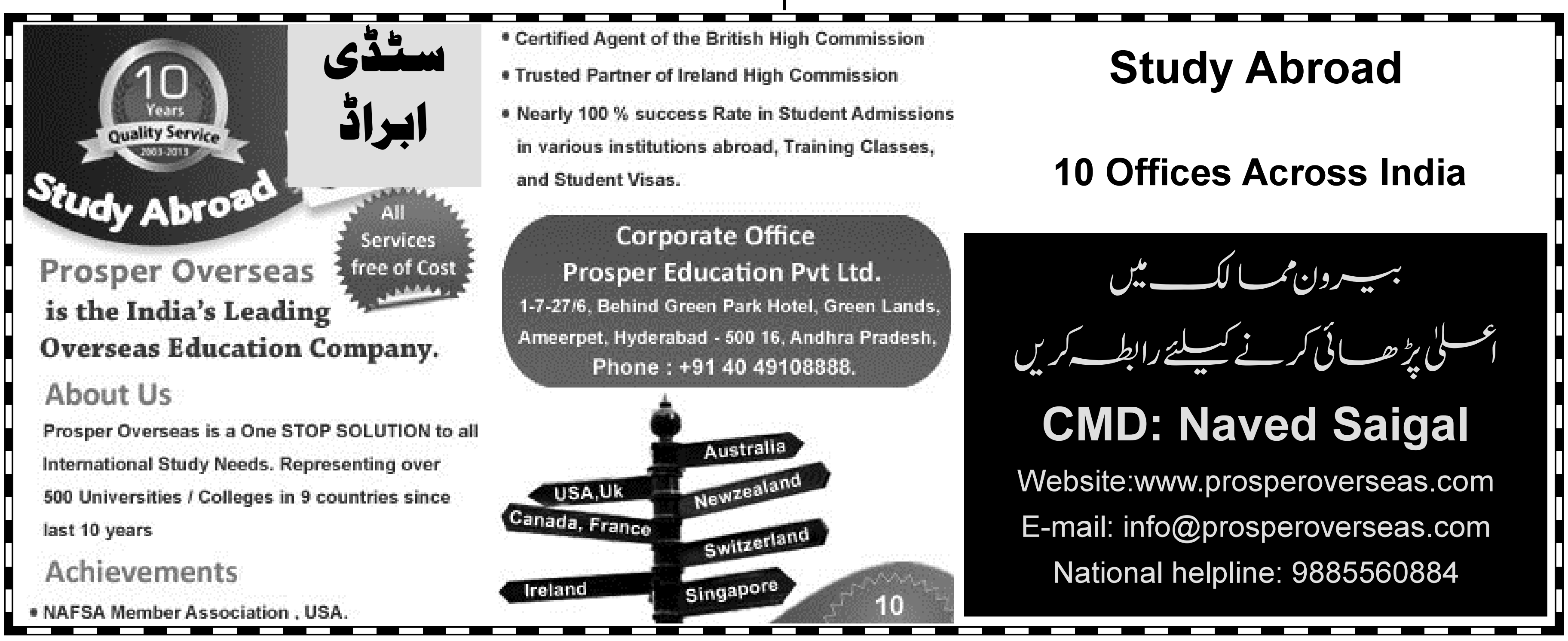

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

مکرمہ ماجدہ الکیال صاحبہ

مکرمہ ماجدہ الکیال صاحبہ لکھتی ہیں:

میرا تعلق سیریا کے ایک متدیّن گھرانے سے ہے جس میں میں خدا تعالیٰ، اس کے رسولؐ، اس کی کتاب اور اس کی مخلوق سے محبت کے درس لے کر پروان چڑھی۔ نوجوانی میں ایک معلمہ سے گھر میں قرآن کریم کے معانی، تفسیر اوراس کے علوم سیکھنے شروع کئے۔ اس درس کے لئے میں اپنی ہمسائیوں کو بھی بلا لیتی تھی۔ دوسال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔جس کے بعد مَیں دینی دروس سے استفادہ کے لئے مختلف مساجد میں بھی حاضر ہوتی رہی۔شاید اسی دینی رجحان کی وجہ سے پورے خاندان میں کم عمری کے باوجود مجھے احترام کی نظر سے دیکھا جاتا اور میری رائے کو بڑوں کی رائے پر بھی فوقیت دی جاتی تھی۔یہی نہیں بلکہ میں اپنے خاوند، بچوں، والدہ، بہنوں اوران کی اولاد کی معلمہ تھی اور ہر دینی معاملہ میں انکی راہنمائی کرتی تھی۔

احمدیت سے تعارف

ایک روز میرے بڑے بھائی نے ہمارے ایک کزن کے بارہ میں بتایا کہ گزشتہ ایک سال سے اس کے پاس ایک شخص آتا ہے او راسے احمدیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ مجھے احمدیت کے بارہ میں کچھ پتہ نہ تھا۔ میں نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی نیا دین ہے۔لہٰذا میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اورآپ کی سنّت پر عمل کرنے والا کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کی طرف کیونکر مائل ہوسکتا ہے؟! اس وقت تو یہ بات آئی گئی ہوگئی لیکن ایک ماہ بعد جب میرے بڑے بھائی نے مجھے بتایا کہ ہمارا یہ کزن احمدیت قبول کرنے لگا ہے تو مجھے بہت صدمہ ہوا اور میں نے بے اختیاری میں کہا کہ اللہ اس بے چارے مسکین پر رحم کرے کیونکہ یہ تو اپنا دین ایمان ہی گنوا بیٹھا ہے۔

جادوگر لوگ

شاید میرا بھائی بھی اندر ہی اندر احمدیت سے کسی قدر متأثر تھا اس لئے ایک روز اس نے مجھ سے کہا کہ تم احمدیوں کا چینل تو دیکھو۔ چونکہ میں بھی ان کے بارہ میں جاننا چاہتی تھی اس لئے مَیں نے بھائی سے فریکوئینسی لے کر جب یہ چینل لگایا تو اس وقت اس پر پروگرام ’الحوار المباشر‘ لگا ہوا تھا جس میں مکرم مصطفی ثابت صاحب کو دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا۔ میں نے کہا کہ اس شخص کے چہرے پر کس قدر نور، متانت اور وقار ہے لیکن افسوس کہ ایسا شخص بھی اسلام جیسے دین کو چھوڑ کر کسی اور طرف بھٹک گیا ہے۔لیکن جب میں نے اس چینل کے پروگرام دیکھنے شروع کئے تو اس سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ پھر بات اس سے بھی آگے بڑھ گئی اور میں جو کچھ سنتی اس کے بارہ میں اپنے خاوند اور بچیوں کو بھی بتاتی اور میرا سارا دن اس چینل پر بیان کئے گئے امور کے بارہ میں باتیں کرتے ہوئے بیت جاتا۔اس غیر معمولی تبدیلی کو دوسروں کے علاوہ خود میں نے بھی محسوس کیا اور مجھے گمان ہونا شروع ہوگیا کہ شاید یہ لوگ جادوگر ہیں جو ہپناٹزم کے ذریعہ لوگوں پر اپنی توجہ ڈال کے انہیں رام کر لیتے ہیں اور مجھ پر بھی شاید ان کے علمِ توجہ کا اثر ہے جس کی وجہ سے میں ان کی طرف مائل ہوتی جارہی ہوں۔ یہ سوچ کر میں نے اسے چینلز کی لسٹ سے ہی حذف کر دیا۔لیکن شاید خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ تھا کہ میرا اس چینل اور جماعت سے رابطہ بحال رہے، چنانچہ اگلے روز ہی میرا ایک رضاعی بھائی مجھ سے ملنے کے لئے آیا تو میں نے اس سے احمدیت کی طرف مائل ہونے والے کزن کے بارہ میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں خود اسے احمدیت میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے گیا تھا لیکن اس نے دوٹوک کہا کہ وہ احمدیت کے جملہ عقائد کو دل سے قبول کر چکا ہے اوراس کی سچائی کو مان چکا ہے۔ یہ سنتے ہی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔میں برداشت نہ کرسکتی تھی کہ کوئی میرا رشتہ دار اسلام کے علاوہ کسی اور عقیدہ کے بارہ میں ایسے الفاظ کہے اور ایسے جذبات کا اظہار کرے۔

تحقیق اوراس کا نتیجہ

اپنے کزن کے موقف کو سن کر میں نے اس معاملہ میں تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک نوٹ بک خرید کر اسے دوحصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ اہل سنّت کے عقائد کے لئے جبکہ دوسرا اہل سنت کے احمدیت کے ردّ میں دلائل کے لئے۔لیکن ابھی اس طریق پر چند قدم ہی چلی تھی کہ میرے ذہن میں اپنے عقائد کے بارہ میں ہی کئی سوالات ابھرنے لگ گئے جن کے بارہ میں نے سب گھر والوں سے بحث کرنی شروع کر دی۔ ہر مسئلہ میں تحقیق کا ماحصل یہی ہوتا کہ میں احمدی نقطۂ نگاہ کو ماننے پر مجبور ہوجاتی۔ بالآخر کئی دنوں کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ کاپی میں دو حصے بنانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ میں تو احمدیت کے تمام دلائل کو مانتی جارہی تھی اور اس کے ردّ کے لئے میرے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا اور التجا شروع کر دی کہ وہ مجھے حق اور حقیقت دکھا کر اس کو قبول کرنے کا حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ میں نے استخارے بھی کئے اور خدا سے یہی دعا مانگی کہ الٰہی! مجھے ایسے نشان دکھا اور ایسے رؤیائے صالحہ سے میری مدد فرما کہ جن سے حق روشن ہوجائے اوراس کا قبول کرنا میرے لئے آسان ہوجائے۔

قرآن سے دلیل

خدا کے بھی رنگ عجیب ہیں وہ ہر ایک کو اس کے ذوق کے مطابق نشانات دکھاتا ہے۔ایک بار میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگی تو میرے دل سے یہ دعا نکلی کہ یارب! اگر تیرا یہ مہدی تیری طرف سے نبی ہے تو میں ابھی تیرا قرآن کھولتی ہوں مجھے اس میں کوئی ایسی آیت دکھا دے جسے پڑھ کر میری تسلی ہوجائے۔ یہ دعا کر کے میں نے جب قرآن کھولا تو میرے سامنے سورۃ غافر کی یہ آیت آئی:

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَالِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (سورۃ غافر 35:)

ترجمہ: اور یقینا تمہارے پاس اس سے پہلے یوسف بھی کھلے کھلے نشانات لے کر آچکا ہے مگر تم اُس بارہ میں ہمیشہ شک میں رہے ہو جو وہ تمہارے پاس لایا یہاں تک کہ جب وہ مرگیا تو تم کہنے لگے کہ اب اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ اسی طرح اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) شکوک میں مبتلا رہنے والے کو گمراہ ٹھہراتا ہے۔

آپ تصور کر سکتے ہیں اس آیت کو پڑھنے کے بعد میرے احساسات کیا ہوں گے، آیتِ قرآنی کا نشان مانگنے کے بعد اس آیت کا سامنے آنا حیران کن اور ایک غیر معمولی واقعہ تھا، جسے دیکھ کر میرے آنسو نکل آئے۔

میں نے اپنے احمدی ہونے والے کزن سے رابطہ کیا جس نے مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بعض کتب لا دیں۔ ان کو پڑھنے سے قبل بھی میں نے دعا کی کہ خدایا! اگر تیرا یہ مہدی سچا ہے تو اس کا کلام پڑھنے کی یہ تاثیر ظاہر فرما کہ میرا دل تیری محبت سے بھر جائے اور خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا ہوجائے، اور اگر یہ تیری طرف سے نہیں ہے تو اس کا کلام پڑھتے ہوئے تُو میرا دل سخت کردے۔ چنانچہ جب اس دعا کے بعد میں نے حضرت امام مہدیؑ کی کتب کا مطالعہ شروع کیا تو آپ کے کلام کی تاثیر سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور دل خدا تعالیٰ اوراس کے مبعوث کی محبت سے بھر گیا۔

اس کے بعد میں ہر ایک سے مختلف مشکل مسائل کے بارہ میں بات کرنے لگی۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ میں نے اپنے سے زیادہ عالم اور بڑی عمر کے شخص سے بات کی لیکن احمدیت کے دلائل سے اسے لاجواب کر دیا۔

خاوند سبقت لے گیا

اس کے بعد میں نے اپنے احمدی کزن سے کہا مجھے بعض احمدی عورتوں سے ملا دو، اس نے کہا کہ اتفاق کی بات ہے کہ میری بیوی نے قبول احمدیت کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور چند روز کے بعد کچھ احمدی احباب اور بعض احمدی خواتین میرے گھر تشریف لائیں گے لہٰذا اگر تم مناسب سمجھو تو اس دن اپنے میاں کے ساتھ میرے گھر آجانا۔

میں مقررہ وقت پر اپنے خاوند کے ساتھ وہاں جا پہنچی۔ وہاں پر میری بعض احمدی عورتوں او رمیرے خاوند کی بعض احمدی مردوں سے بات ہوئی، ان سے ملتے ہی ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے دینی محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگ گیا۔ میرا خاوند احمدی احباب کی باتوں، دلائل اوراس روحانی محفل سے اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً بیعت کا فیصلہ کر کے بیعت فارم بھی پُر کر دیا۔ گو مجھے بھی احمدیت کے بارہ میں انشراح صدر ہو چکا تھا لیکن میں اپنے تمام سوالات کے جواب حاصل کرنے کے بعد بیعت کا مرحلہ طے کرنا چاہتی تھی، لیکن میرا خاوند مجھ سے سبقت لے گیا۔ مجھے اس کے فیصلہ سے بہت خوشی ہوئی، اسکی وجہ یہ تھی وہ اتنا زیادہ دیندار نہ تھا، لیکن صاف دل ہے۔ میں کئی سالوں سے اس کے لئے دعائیں کرتی تھی کہ خدایا تو اسے دین کی راہ پر ڈال کر سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے دے۔ اسکی بیعت کے بارہ میں سنا تو مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سن لیں ہیں۔

اس کے بعد رمضان کا مہینہ آ گیا اور میں جوں جوں سوچتی گئی میرے سوالات میں اضافہ ہوتا گیا۔ میں ان دنوں میں تفسیر کبیر کا مطالعہ کرتی رہی، کچھ سوالات کا جواب تو مجھے تفسیر سے ہی مل گیا اور باقی سوالات کا جواب دینے میں شام کے احمدی احباب نے میری بہت مدد کی۔ پھر انہی ایام میں میں نے راتوں کو جاگ جاگ کر خدا تعالیٰ سے رو رو کر حق کی طرف راہنمائی اور انشراح صدر کے لئے دعائیں کیں، میرے اس مجاہدے میں میری بیٹیاں بھی شامل تھیں اور اس سفر میں وہ بھی میری ساتھی رہیں۔

بیعت اور مخالفت کا طوفان

بالآخر رمضان کے دو ہفتے بعد تمام سوالوں کے جواب ملنے اور انشراح صدر ہونے کے بعد 10 اکتوبر 2010ء کو میں نے اپنی تین بیٹیوں کے ساتھ بیعت کر لی۔

بیعت کے بعد ہمارے خاندان کی طرف سے مخالفت کا ایک عجیب طوفان کھڑا ہو گیا۔ ہمیں لعن طعن وملامت کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ کہا گیا کہ تم بے دین اور گمراہ ہو گئے ہو۔تم نے اپنے خاندان کا نام خاک میں ملا دیا ہے۔تم نے اپنی بچیوں کو اچھی جگہ شادیوں سے محروم کر دیا ہے۔ نیز انہوں نے بہت کوشش کی کہ مجھے مولویوں کے پاس لے جائیں اور کسی طرح مجھے احمدیت سے برگشتہ کر دیں۔لیکن الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے میں اپنے موقف پر قائم رہی۔ خاندان کے افراد کے ساتھ کوئی ملاقات جھگڑے کے بغیر ختم نہ ہوتی تھی۔ بالآخر میں نے ان سے کنارہ کر لیا۔لیکن انہوں نے بعض ایسے لوگوں کو میرے پاس بھیجنا شروع کر دیا جن کی میرے دل میں بہت عزت تھی اور جن کی بات میں نے کبھی نہ ٹالی تھی۔ لیکن دین کے معاملہ میں میں نے ان کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ میری زندگی میں یہ پہلا موقع آیا تھا کہ جب مجھے اہل خاندان کی طرف سے ضدّی کے نام سے پکارا گیا تھا۔لیکن حقیقت میں میں ضدّی نہ تھی بلکہ وہ غلط بات پر ضد کر رہے تھے جبکہ مَیں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے خادم صادق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ مجھے خدا نے اس راستے کی طرف ہدایت دی تھی جس کے بعد اب مجھے کسی کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

عالمی خاندان اوراس کا سربراہ

انہی ایام میں جبکہ میرا خاندان مجھ سے کٹ چکا تھا مجھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے بیعت کی قبولیت کا خط ملا۔ اس خط کو پڑھ کر میں جذباتی ہوگئی۔ میرا دل حضور انور کے لئے محبت کے جذبات سے بھر گیا اور مجھے دفعۃً یہ احساس ہوا کہ جیسے پوری جماعت ایک خاندان ہے اور خلیفۂ وقت اس خاندان کا سربراہ ہے۔ یوں خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے چھوٹے سے خاندان کے بدلے میں کہیں بڑا عالمی خاندان عطا فرما دیا۔

میرے خاندان کی بے رخی اور مخالفت کے باوجود میں نے ان سے حسن سلوک کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بے شمار فضلوں سے نوازا۔ سیریا میں جنگ کے باوجود ہمیں کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ پھر میں نے ہجرت کے لئے دعا کی اور انشراح صدر کے بعد جب ہجرت کر کے ترکی آ گئے تو اب یہاں بھی میرا گھر نماز سنٹر بنا ہوا ہے۔ اسی طرح جب بھی کوئی احمدی یا غیر احمدی سیریا سے ہجرت کر کے ترکی آتا ہے تو ہم اس کی مدد کرتے ہیں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے امام مہدی علیہ السلام کو ماننے اور آپ کی خلافت کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

......☆......☆......☆......

مکرمہ ایمان الصبری صاحبہ

مکرمہ ایمان الصبری صاحبہ لکھتی ہیں کہ:

میرا تعلق یمن سے ہے جہاں میری پیدائش 1970ء میں دینی لحاظ سے ایک معتدل گھرانے میں ہوئی۔ ہم شیعوں کے زیدی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے جو اس

زمانے میں آتے آتے تشدد سے اس حد تک اعتدال پسندی کی طرف مائل ہوگیا تھا کہ ہماری بستی میں شیعہ سنّی کے مابین کسی بات پر کبھی کوئی اختلاف نہ ہوتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ ہماری بستی میں یہودی بھی آباد تھے اور ہمارا ان کے ساتھ بھی ہمسائیگی کا نہایت اعلیٰ تعلق تھا۔ یہی تعلق ہمارے بزرگوں کا ان یہودیوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ جب یہ یہودی ہماری بستی سے فلسطینی یا اسرائیلی علاقوں میں رہنے کے لئے مستقل طور پر کوچ کرنے لگے تو وہ یہودی بھی اور تمام اہل بستی بھی اس جدائی پر رو رہے تھے۔

محمدی اسلام کی خواہش

ہمارے یہ اسلاف گو پڑھے لکھے نہ تھے لیکن نیک اور سادہ فطرت کے مالک تھے۔ یہی سادگی اور صلح جوئی ہمیں بھی ورثے میں ملی جس کی وجہ سے ہمارے علاقے میں کبھی مذہبی تعصب کا کوئی رنگ نظر نہ آتا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا تھا کہ ہم صرف مسلمان کیوں نہیں کہلاتے؟ ہم میں سے ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ فرقہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ جب سب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں تو زیادہ سے زیادہ خود کو محمدی مسلمان کہہ لیں اس سے زیادہ نام رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور میں نے اپنے دل میں یہ عہد کیا تھا کہ میں خود کو کسی فرقہ کی طرف منسوب نہیں کروں گی بلکہ خود کو صرف مسلمان کہوں گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔

علماء و مشائخ کے بارہ میں رائے

مَیں بچپن ہی سے اپنی دادی جان کے ساتھ مساجد میں جاتی تھی جو کہ بالکل اَن پڑھ تھیں لیکن فطرت کی نیکی کی وجہ سے انہوں نے آخری عمر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرلی اور گزشتہ ماہ اکتوبر 2015ء میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ ہمارے والد صاحب دادی جان کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ہم ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد صاحب کی وفات ہوگئی اور ہم سب دادی جان کی توجہ کا مرکز بن گئے اور یوں ان کی تربیت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ پر میری دادی جان کی شخصیت کا بہت گہرا اثر تھا جو کہ علماء و مشائخ کی بہت عزت کرتی تھیں اسی وجہ سے میں بھی بہت حد تک علماء اور مشائخ کی پیروکار اور ان کو اور ان کے کلام کو بڑی عقیدت کی نظر سے دیکھتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ یہ علماء نبیوں کے علوم کے وارث ہیں اس لئے ان کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ اس بات پر اکثر میرا میرے خاوند کے ساتھ اختلاف ہوجاتا تھا کیونکہ میرا خاوند قتل مرتد جیسے احکام کے بارہ میں کہتا تھا کہ یہ درست نہیں ہے اور یہ اسلامی حکم نہیں ہوسکتا۔ میری بات اس لئے معتبر سمجھی جاتی تھی کیونکہ میں نے اسلامک سٹڈیز میں ڈگری کی تھی اور میں اپنے خاوند سے کہتی کہ اپنے دینی عقائد اور علماء کے اقوال کو شک کی نظر سے دیکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن خاوند کے اصرار کی وجہ سے کئی بار مجھے اس کے عقیدہ اور دین کے بارہ میں عجیب سا خوف لاحق ہوجاتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کے دوستوں میں سے بعض اہلِ قرآن، بعض ملحد اور بعض بہائی تھے اور سارا سارا دن ان کا آپس میں مذہبی امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہتا تھا۔ میں رو رو کر اپنے خاوند کی دینی اور روحانی زندگی کے لئے دعا کیا کرتی تھی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ان کی مذہبی گفتگو اور باہمی تبادلہ خیال نے انہیں دینی عقائد کو بہتر رنگ میں پرکھنے، سمجھنے اور پھر اپنانے میں بہت مدد دی۔

زمانۂ امام مہدی پانے کی خواہش

نوعمری کے عرصہ میں جب میں آخری زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے ساتھ یہ ذکر پڑھتی کہ وہ آکر زمین کو قسط وعدل سے بھر دیں گے تو یہ احادیث میرے دل کو ایک عجیب تسکین اور خوشی سے بھر دیتی تھیں اور دل میں بے اختیار یہ خواہش جوش مارنے لگتی تھی کہ کاش ہماری زندگی میں ہی یہ صلح وآشتی اور قسط وعدل سے معمور آخری زمانہ آجائے۔

امام مہدی علیہ السلام کے کاموں کا ذکر پڑھ کے میرے ذہن میں صلاح الدین ایوبی جیسی کوئی صورت ابھرتی تھی جس نے ایک طرف اپنے دشمنوں سے حسن سلوک کرنے اور انہیں معاف کرنے میں بھی مثال قائم کی اور دوسری طرف مسلمان ممالک کو بھی وحدت کی لڑی میں پرو دیا تھا۔

عجیب بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں نزول عیسیٰ کا زمانہ امام مہدی کے زمانے سے بہت بعد کا تھا اور مجھے اس زمانے سے بہت خوف آتا تھا کیونکہ اس میں نہایت ہی خوفناک دجّال نے ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ جہاں میں امام مہدی کے زمانے تک زندہ رہنے کی دعائیں کرتی تھی وہاں نزول عیسیٰ اور خروج دجّال کے بارہ میں یہ دعا کرتی تھی کہ خدایا مجھے اور میری اولاد کو بھی اس زمانے سے پہلے ہی اٹھا لینا۔

نزول مسیح کے بارہ میں الجھن

نزول مسیح کے بارہ میں مَیں کبھی کبھی سوچتی تھی کہ آج کل تو میڈیا کی ترقی کا زمانہ ہے چنانچہ جب مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے تو کیا مختلف ٹی وی چینلز لائیو پروگرامز پیش کریں گے؟ پھر خیال آتا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہوگا کہ جو کچھ وہ دکھا رہے ہیں وہ حقیقت ہے اور اس میں کسی ٹیکنالوجی اور خیال کی آمیزش نہیں ہے؟ پھر خیال آتا کہ مسیح کس ملک میں نازل ہوں گے؟ کیونکہ امریکا میں نازل ہونے کی صورت میں یورپ اور مسلمان ملکوں کے لوگوں کے لئے اس واقعہ کی تصدیق کرنا کسی قدر مشکل ہوگا۔ اسی طرح یورپ اور ایشین ممالک میں نازل ہونے کی صورت میں اہل امریکا وغیرہ کے لئے اس کو قبول کرنا آسان نہ ہوگا۔ پھر جب میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہ پڑھتی کہ بوقت نزول ایسے لگے گا جیسے اس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے، تو سوچتی کہ آجکل بالوں کے بعض سپرے کے استعمال سے بھی یہ صورت تو بنائی جاسکتی ہے۔ پھر ان کی اس علامت سے حقیقت میں کس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے؟

مخفی طور پر میرے ذہن میں یہ سوالات گردش کرتے رہتے تھے اور شاید ان سوالات کے ذریعہ خدا تعالیٰ میرے ذہن کو بہت بڑی سچائی کے قبول کرنے کے لئے تیار کر رہا تھا۔

جماعت سے تعارف

ایک روز مَیں الجزیرہ ٹی وی چینل دیکھ رہی تھی کہ اس پر ایک دینی پروگرام میں شیخ القرضاوی سے کسی نے جماعت کا نام لئے بغیر پوچھا کہ آپ کی اس جماعت کے بارہ میں کیا رائے ہے جس کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی آچکے ہیں اور ان کے بعد خلافت قائم ہوچکی ہے۔

شیخ القرضاوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ لوگ اوہام باطلہ کا شکار ہیں۔ اس لئے آپ ان چکروں میں پڑنے کی بجائے اپنی معمول کی زندگی گزاریں کیونکہ جب امام مہدی آئے گا تو سب کو پتہ چل جائے گا ان کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

یہ بات میرے ذہن میں اٹک گئی اور پھر ایک روز 2009ء میں میرے چھوٹے بھائی نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک چینل دیکھا ہے جس پر کچھ لوگ امام مہدی کے ظہور کا اعلان کررہے تھے۔ یہ سنتے ہی مجھے شیخ القرضاوی سے پوچھا جانے والا سوال اور ان کا جواب یاد آگیا اور میں سمجھ گئی کہ دراصل سوال امام مہدی کے ظہور کا اعلان کرنے والی اس جماعت کے بارہ میں تھا۔

اس کو دیکھا تو پھر کوئی نہ بھایا

میں نے اپنے بھائی سے اس چینل کی فریکوئینسی لی اور پھر جب یہ چینل لگایا تو وہاں پر پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا۔ میں نے اس پروگرام کے شرکاء کو ایک ایک کرکے بڑی گہری نظر سے دیکھا۔ ان کے چہروں پر عجیب چمک اور نور تھا لیکن مجھے ان پر ترس آیا کہ اتنے سمجھدار ہونے کے باوجود یہ لوگ راستہ بھٹک گئے ہیں۔ نیز میں نے کہا کہ آج تو ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے لیکن انہوں نے آکر ایک اور فرقہ بنا دیا ہے۔ کیا اسلام میں اس سے پہلے فرقے کم تھے۔ باوجود اس احساس کے جب میں نے ان کی باتیں سنیں تو وہ میرے دل کو لگیں۔ پروگرام ختم ہونے پر ایک قصیدہ پیش کیا گیا جس کے بارہ میں لکھا تھا کہ یہ حضرت امام مہدی کا لکھا ہوا ہے۔ اس قصیدے کے کلمات اور تاثیر غیر معمولی تھی۔ میں اپنے خاوند کے ساتھ اس چینل کو دیکھنے لگی۔ ہر روز ہمارا اس چینل کے ساتھ لگاؤ بڑھتا گیا یہاں تک کہ محض چند روز میں ہی ہمارے گھر میں دیگر تمام چینلز بند ہوگئے اور صرف ایم ٹی اے چلنے لگا۔ ہمارے گھر کا ہر فرد اس چینل پر بیان ہونے والے مفاہیم کو پسند کرنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات کی تاثیر ہی کچھ عجیب تھی۔ آپ کا قصیدہ سننے کے دوران میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے تھے کیونکہ یہ الفاظ کسی خدا کی طرف سے آنے والے کے منہ سے ہی نکل سکتے ہیں، کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں کہ ایسا مؤثر اور بلیغ کلام کہہ سکے۔

وقتِ امتحان اور فیصلہ کی گھڑی

جماعت سے تعارف سے قبل مَیں کبھی کبھی سوچا کرتی تھی کہ اگر مَیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتی تو کیا آپ کے مصدّقین میں ہوتی یا انکار کرنے والوں میں۔ بالآخر سوچنے کے بعد کہتی کہ پتہ نہیں میں کونسا فیصلہ کرتی۔ اب جب حضرت امام مہدی کے بارہ میں سنا اور آپ کی صداقت کے بارہ میں یقین ہونے لگا تو میں نے خود سے کہا کہ اب وہ وقت آگیا ہے، اب وقتِ امتحان ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہے کیا میں اس کی تصدیق کرنے والوں میں سے ہوتی ہوں یا اس کا انکار کرتی ہوں۔

ایک دن میں ایم ٹی اے دیکھ رہی تھی کہ اس پر دجال کے بارہ میں پروگرام چل رہا تھا۔ میں دجال کے بارہ میں جماعت کی تشریح سن کر شدید حیرت میں ڈوب گئی کیونکہ یہ تصویر میرے خیالوں میں راسخ تصویر سے مکمل طور پر مختلف تھی لیکن عقل و منطق کے عین مطابق تھی۔

بیعت اور سابقہ رؤیا کی تعبیر

بہرحال تمام امور کے بارہ میں اطمینان کرلینے کے بعد مَیں نے جنوری 2010ء میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

میرے خاوند نے انٹرنیٹ کیفے سے متعدد بار میرا خط ارسال کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر مجھے فکر لاحق ہوئی۔ اور ایسے میں مجھے اپنا لڑکپن کے زمانے کا ایک رؤیا یاد آگیا۔

مَیں نے دیکھا کہ ایک بے آب وگیاہ سرزمین میں مجھے اپنے سامنے ایک بہت لمبا سایہ نظر آتا ہے جس کے بارہ میں خواب میں ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلّ ہے۔ یہ سایہ میری طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جسے پکڑنے کے لئے مَیں دوڑتی ہوں، اسی کوشش میں کبھی گرتی ہوں اور پھر اٹھ کر دوڑنا شروع کردیتی ہوں۔ ایسے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ سے مراد مسیح موعود علیہ السلام تھے جو ظلّی طور پر آپ کے کمالات کا عکس ہیں اور ظلّی نبی ہیں۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے کوشش کرکے آپ کا ہاتھ تھامنے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ کئی کوششوں کی ناکامی کے بعد بالآخر مارچ 2010ء میں ہم بیعت بھیجنے میں کامیاب ہوگئے۔

خلافت کی محبت سے دل بھر گیا

بیعت کے بعد میں نے اطمینان قلب اور انشراح صدر کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اس دعا میں یہ الفاظ بھی میرے منہ سے نکلے کہ یاالٰہی اگر احمدی احباب اور ان کا خلیفہ تیرے پیارے ہیں اور تُو ان سے راضی ہے تو ان کی ایسی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے محبت کا عکس بن جائے۔ میں نے رات کو سوتے وقت یہ دعا کی تھی اور جب صبح جاگی اور ایم ٹی اے آن کیا تو اس وقت خطبہ جمعہ لگا ہوا تھا۔ جونہی میری نظر حضور انور کے چہرہ مبارک پر پڑی یکا یک مجھے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے محبت کا ایک بڑا وزنی ٹکڑا کسی نے میرے دل میں رکھ دیا ہو۔ یہ احساس میرے وجود کے ذرہ ذرہ پر طاری ہوگیا اور وفورِ جذبات سے میرے آنسو رواں ہوگئے۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ خدا تعالیٰ نے میری دعا سن لی ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت اور آپ پر ایمان کی اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی میں بے شمار برکات بھی ظاہر فرمائیں۔

(ان کا ذکر اگلی قسط میں کیا جائے گا)............(باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11و18 ردسمبر 2015)

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian
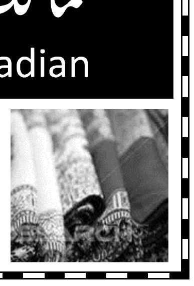
کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 21 January 2016 Issue No. 3

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے اور انہیں نوازتا ہے بشرطیکہ وہ اولاد اور نسل بھی نیکی پر قائم رہنے والی ہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ہمیں خاص طور پر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے انہی سے ہمارا دینی علم بھی بڑھے گا اور ہمیں تبلیغ کا شوق بھی پیدا ہوگا، ہمارے علم میں برکت بھی پڑے گی اور دنیا کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے قابل ہوں گے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 15۔جنوری 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں اور نیکی پر قائم رہنے والوں کی اولاد در اولاد اور نسلوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے اور انہیں نوازتا ہے بشرطیکہ وہ اولاد اور نسل بھی نیکی پر قائم رہنے والی ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ اس کی مثال دیتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ نے جب اپنی رسالت کے ابتدائی ایام میں اپنے خاندان کے لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے دعوت کی، آپ نے اسلام کا پیغام پہنچایا تو سب مجلس سناٹے میں آ گئی سب خاموش تھے کوئی نہیں بولا۔ آخر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ گو میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں لیکن میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ ساتھ دوں گا۔ بہرحال اس کے بعد مکہ میں مخالفت عروج پر پہنچ گئی آنحضرت ﷺ کو ہجرت کرنی پڑی اس وقت حضرت علیؓ کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کی توفیق دی کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا تم یہاں لیٹے رہو تا کہ دشمن سمجھے کہ میں لیٹا ہوا ہوں۔ اس وقت حضرت علیؓ نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ دشمن باہر گھیرا ڈال کے کھڑا ہے صبح جب انہیں پتا چلے گا تو بعید نہیں کہ مجھے قتل کر دیں بلکہ بڑے اطمینان کے ساتھ حضرت علیؓ آپ کے بستر پر سو گئے اور صبح جب کفار کو پتہ چلا تو انہوں نے حضرت علیؓ کو بہت مارا پیٹا لیکن بہرحال اس وقت تک آنحضرت ﷺ مکہ سے ہجرت کر چکے تھے۔ اس وقت یہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ حضرت علیؓ کو اس قربانی کے بدلے میں کس قدر عزت ملنے والی ہے اور نہ صرف حضرت علیؓ کو بلکہ آپ کی اولاد کو اور نسلوں کو بھی اللہ تعالیٰ عزت سے نوازے گا۔ حضرت علی پر پہلا فضل تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ کو آنحضرت ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مختلف مواقع پر حضرت علی کے مختلف کاموں کی وجہ سے بڑی تعریف فرمائی۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ جنگ کے لئے کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت علی کو مدینے میں رہنے کا حکم دیا۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علی کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری نسبت میرے لئے وہ ہو جو ہارون کی موسیٰ سے تھی۔ حضرت موسیٰ ہارون کو پیچھے چھوڑ کر گئے تھے اس سے ہارون کی عزت کم نہیں ہوئی تھی۔ پس حضرت علیؓ کی اللہ تعالیٰ نے عزت اس طرح قائم فرمائی اسلام میں جو اکثر اولیاء اور صوفیاء گزرے ہیں وہ حضرت علی کی اولاد میں سے ہی تھے اور ان اولیاء کو بھی اللہ تعالیٰ نے معجزات اور اپنی تائیدات عطا فرمائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ ہارون الرشید نے امام موسیٰ رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں رسیاں باندھ دیں۔ ہارون الرشید اپنے محل میں آرام سے سویا ہوا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ کے چہرے پر غضب کے آثار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہارون الرشید تم ہم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو مگر تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم آرام دہ گدیلوں پر گہری نیند سو رہے ہو اور ہمارا بچہ شدت گرما میں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے قید خانے کے اندر پڑا ہے۔ یہ نظارہ دیکھ کر ہارون الرشید بیتاب ہو کر اٹھ بیٹھا اور جیل خانے میں گیا اور اپنے ہاتھ سے امام موسیٰ رضا کے ہاتھوں اور پاؤں کی رسیاں کھولیں۔ انہوں نے ہارون الرشید سے کہا کہ آپ تو اتنے مخالف تھے میرے۔ اب کیا بات ہوئی ہے کہ خود چل کر یہاں آ گئے۔ ہارون الرشید نے اپنا خواب سنایا اور کہا میں آپ سے معافی چاہتا ہوں میں اصل حقیقت کو نہ جانتا تھا۔ اب دیکھو رسول کریم ﷺ اور حضرت علی کے زمانے میں کتنا بڑا فاصلہ تھا۔ ہم نے کئی بادشاہوں کی اولادوں کو دیکھا ہے کہ وہ دربدر دھکے کھاتی پھرتی ہیں۔ دوسری طرف دیکھو حضرت علیؓ کی اولاد کو کہ اتنی پشتیں گزرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ ایک بادشاہ کو رؤیاء میں ڈراتا ہے اور ان سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اگر حضرت علیؓ کو اس اعزاز کا پتا ہوتا اور ان کو غیب کا علم ہوتا اور وہ محض اس عزت افزائی کے لئے اسلام قبول کرتے تو ان کا ایمان صرف سودا اور دوکانداری رہ جاتا کسی انعام کا موجب نہ بنتا۔

حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی نماز باجماعت کی پابندی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نماز اتنی پیاری تھی کہ جب کبھی بیماری وغیرہ کی وجہ سے آپ تشریف نہ لا سکتے اور گھر میں ہی نماز ادا کرنی پڑتی تھی تو والدہ صاحبہ یا گھر کے بچوں کو ساتھ ملا کر نماز باجماعت پڑھا کرتے تھے۔ صرف نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ایک موقع پر نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے۔ اس کا نام وحدت جمہوری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگے میں سب پروئے جائیں۔ مذہب وہی ہے جو سب کو اکٹھا کر دے ایک بنا دے۔ فرمایا کہ یہ نمازیں باجماعت جو ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اس وحدت کے لئے ہی ہیں تا کہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوت دیوے۔

پس باجماعت نماز کا جہاں ذاتی فائدہ ہوتا ہے وہاں جماعتی فائدہ بھی ہے اور جو نمازوں پر مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے بھی ہیں آ کر آپس میں رنجشوں کو دور کر کے انس اور تعلق پیدا نہیں کرتے انہیں نمازیں پھر کوئی فائدہ نہیں دیتی کیونکہ جو مقصد ہے ایک نماز کا عبادت کے علاوہ ایک وحدت پیدا ہونا آپس میں انس اور محبت پیدا ہونا وہ حاصل نہیں ہوتا۔ پس اس سوچ کے ساتھ ہمیں اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کرنی چاہئے اور اس سوچ کے ساتھ مسجد میں آنا چاہئے تا کہ ہم ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نمازیں ادا کرنے والے بنیں اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

بعض دفعہ بعض لوگ جلد بازی سے کام لیتے ہوئے کسی بات کی گہرائی میں جائے بغیر اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں اور پھر بعض کمزور طبائع اس وجہ سے ٹھوکر بھی کھا جاتی ہیں۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دعوت میں میں نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے پانی پینے سے روکا۔ میں نے اسے کہا کہ دائیں ہاتھ سے پانی پیو اگر کوئی جائز عذر نہیں ہے تو۔ اس نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی بائیں ہاتھ سے پانی پیا کرتے تھے حالانکہ حضرت صاحب کے ایسا کرنے کی ایک وجہ تھی اور وہ یہ کہ آپ بچپن میں گر گئے تھے جس سے ہاتھ میں چوٹ آئی تھی اور ہاتھ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ اس سے گلاس تو اٹھا سکتے تھے مگر منہ تک نہیں لے جا سکتے تھے مگر سنت کی پابندی کے لئے آپ گو بائیں ہاتھ سے گلاس اٹھاتے تھے مگر نیچے دائیں ہاتھ کا سہارا بھی دے لیا کرتے تھے۔ بہرحال یہ جلد بازیاں ہی ہیں جو پھر غلط قسم کی بدعات بھی پیدا کر دیتی ہیں غلط قسم کی خود ہی تفسیریں کر کے انسان خود غلط نتائج اخذ کر لیتا ہے۔

توکل کے حوالے سے حضرت مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ سے سنے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان عبدالحمید خان کی ایک بات مجھے بڑی پسند ہے۔ جب یونان سے جنگ کا سوال اٹھا تو سلطان عبدالحمید خان کا منشاء تھا کہ جنگ ہو مگر وزراء کا منشاء نہیں تھا اس لئے انہوں نے بہت سے عذرات پیش کئے۔ آخر انہوں نے کہا کہ جنگ کے لئے یہ چیز بھی تیار ہے اور وہ چیز بھی تیار ہے لیکن اہم چیز کا ذکر کر کے کہہ دیا کہ فلاں امر کا انتظام نہیں ہو سکا جو جنگ کے لئے ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ جب وزراء نے اپنا مشورہ پیش کیا اور مشکلات بتائیں اور کہا کہ فلاں چیز کا انتظام نہیں تو سلطان عبدالحمید نے جواب دیا کہ کوئی خانہ تو خدا کے لئے بھی چھوڑنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ سلطان عبدالحمید کے اس فقرے سے بہت ہی لطف اٹھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس کی یہ بات

باقی صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad